﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (بنی إسرائیل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۲ جمعہ ۱۲ مئی ۱۹۹۵ء شمارہ ۱۹

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام

مخالف نوبت بہ نوبت اپنے فرض منصبی کو سرانجام دیتے ہیں۔ ابتداء ان کی ہوتی ہے اور انجام متقیوں کا۔

مخالفوں کی خطرناک فحش تحریروں پر فرمایا:۔

"ہمارے اور ان کے دل اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ خدا تعالیٰ نیتوں کو خوب جانتا ہے اور ان افعال کو جو ہم کر رہے ہیں دیکھتا ہے۔ وہ خود فیصلہ کر دے گا اور سچائی پر اپنی مہر کر دیگا۔ ہم کو تو یہ تعجب آتا ہے کہ اگر یہ لوگ تقویٰ اور خداترسی سے کام لیتے تو خوف کے محل اور مقام سے ڈر جاتے اور مخالفت میں اس قدر زبان درازی نہ کرتے۔ وہ دیکھتے کہ کیا وہ وقت نہیں آیا کہ مسیح موعود نازل ہو؟ کیا صلیب کا غلبہ نہیں؟ کیا اسلام کی توہین اور تضحیک نہیں کی جاتی؟ وہ دیکھتے کہ صدی میں سے انیس سال گزر گئے اور کوئی مدعی کھڑا نہ ہوا۔ جو درماندہ اسلام کی حمایت کے لئے میدان میں آتا۔

پھر ضرورت اور وقت ہی پر اپنی نگاہ محدود نہ کرتے اگر وہ غور کرتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ آسمان نے صاف شہادت دے دی اور کسوف خسوف ظاہر ہو گیا جو عظیم الشان نشان مقرر ہو چکا تھا۔ تائیدی نشانوں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے وہ اسے دیکھتے اور سلسلہ کی ترقیات پر غور کرتے اور سوچتے کہ کیا مفتری اسی طرح ترقی کیا کرتے ہیں؟

ان سب امور پر یکجائی نظر کے بعد تقویٰ کا تقاضا تو یہ تھا کہ اس قدر بین شواہد ہوتے ہوئے بھی اگر ان کی نگاہ تاریک تھی تو وہ خاموش ہو جاتے اور صبر سے انتظار کرتے کہ انجام کیا ہوتا ہے؟ مگر یہاں تو شور عظیم میری مخالفت میں برپا کیا گیا اور گندی گالیاں دی گئیں جن کی نظیر پہلے مخالفوں میں بھی پائی نہیں جاتی۔

حجج الکرامہ میں نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ آیات پوری ہو گئی ہیں اور پھر اپنی اولاد کو سلام کی وصیت کرتا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو خود بھی ان مخالفت کرنے والوں ہی کے ہمراہ ہوتے۔ یہ لوگ کب ماننے والے ہوتے ہیں جب تک وہی نظارہ آنکھوں سے نہ دیکھ لیں جو خیالی طور پر دل میں فرض کر رکھا ہے۔ یہ لوگ جو کچھ ان سے بن پڑتا ہے میری مخالفت میں کریں مجھے ذرا بھی پروا نہیں کیونکہ یہ میرا مقابلہ نہیں۔ یہ تو خدا سے مقابلہ کیا جاتا ہے۔ اگر میری اپنی مرضی پر ہوتا تو میں تخلیہ کو بہت پسند کرتا تھا۔ مگر میں کیا کر سکتا تھا جبکہ خدا تعالیٰ نے ہی ایسا پسند کیا۔ یہ مقابلہ کریں۔ مگر دیکھ لیں گے کہ خدا کے ساتھ کوئی جنگ نہیں کر سکتا۔ وہ ایک طرفۃ العین میں سالہا سال کی کاروائی کو ملیامیٹ کر دیتا ہے۔ اس لئے ہمیں خوشی ہے کہ ان کی مخالفت سے ذرا بھی رنج نہیں ہوتا کیونکہ ہمارا خدا ایسا خدا ہے جو ساری خوبیوں سے متصف ہے۔ جیسا کہ الحمد للہ میں ہم کو پہلے ہی بتایا گیا ہے پھر خدا داری چہ غم داری ہمیں ان کی مخالفت کا کیا فکر؟

ہم کیوں بے حوصلہ ہوں؟ یہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے "واستفتحوا و خاب کل جبار عنید" (ابراہیم: ۱۶)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب انبیاء اور رسل آتے ہیں وہ ایک وقت تک صبر کرتے ہیں اور مخالفوں کی مخالفت جب انتہا تک پہنچ جاتی ہے تو ایک وقت توجہ تام سے اقبال علی اللہ کر کے فیصلہ چاہتے ہیں اور پھر نتیجہ یہ ہوتا ہے "وخاب کل جبار عنید"۔ "استفتحوا" سنت اللہ کو بیان کرتا ہے کہ وہ اس وقت فیصلہ چاہتے ہیں اور اس فیصلہ چاہنے کی خواہش ان میں پیدا ہی اس وقت ہوتی ہے جب گویا فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے۔ پس ہم اپنے مخالفوں کی مخالفت کی کیا پروا کریں۔ یہ مخالف نوبت بہ نوبت اپنے فرض منصبی کو سرانجام دیتے ہیں۔ ابتدا ان کی ہوتی ہے اور انجام متقیوں کا۔ والعاقبۃ للمتقین۔ (القصص: ۸۴)۔

(ملفوظات جلد ۳ [مطبوعہ لندن] صہ ۲۱۳ تا ۲۱۵)

مختصرات

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل سے پیش کئے جانے والے پروگراموں میں تنوع اور دلچسپی دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے اور کئی لوگ تو یوں بیان کرتے ہیں کہ یہ پروگرام گویا ان کی روزانہ زندگی کا ایک لازمی حصہ بن گئے ہیں جن کے بغیر ایک دن کا تصور بھی اب مشکل دکھائی دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے سب پروگراموں کی روح رواں اور جان وہ پروگرام ہیں جن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شمولیت ہوتی ہے۔ خاص طور پر پروگرام "ملاقات" تو ایسا پروگرام ہے جس کا ہر احمدی گھر میں شدت سے انتظار کیا جاتا ہے۔ اس پروگرام کی خاص خاص باتیں اس کالم میں قارئین الفضل کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں تا کہ انہیں علم ہو سکے کہ حضور انور نے کن موضوعات پر لب کشائی فرمائی ہے اور اس واقفیت کے بعد وہ ان مصادر کے ذریعہ تفصیلی استفادہ کر سکیں۔

گزشتہ ایک ہفتہ کی ڈائری پیش خدمت ہے۔

ہفتہ ۲۲ اپریل ۱۹۹۵ء:

"ملاقات" پروگرام میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ۱۴ اپریل ۱۹۹۵ء کا خطبہ جمعہ جو آپ نے سپین میں ارشاد فرمایا تھا، دوبارہ دکھایا گیا۔ اس کا موضوع وہ واقعہ شہادت تھا جو شب قدر میں گزشتہ دنوں پیش آیا ہے۔

اتوار ۲۳ اپریل ۱۹۹۵ء:

حسب پروگرام سیرالیون کے احباب کے ساتھ مجلس سوال و جواب ہوئی۔ شروع میں سب احباب نے حضور انور کے ارشاد پر اپنا تعارف کروایا۔ اس دوران حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سیرالیون کے سیاسی حالات پر بھی گفتگو فرمائی۔ اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔

☆ گزشتہ دنوں بی۔ بی۔ سی۔ پر پاکستان کے بارہ میں ایک پروگرام میں دکھایا گیا ہے کہ پاکستان کی اسلامی حکومت میں، مختلف مذاہب والوں (مثلاً احمدیوں اور عیسائیوں) پر مظالم کئے جا رہے ہیں۔ کیا اس کا اسلام میں کوئی جواز ہے؟

☆ پاکستان کی صورت حال کے حوالے سے یہ سوال کہ ملاؤں کو اپنی من مانی کاروائیاں کرنے کی طاقت کس وجہ سے حاصل ہے؟

☆ جماعت احمدیہ افریقہ میں بنی نوع انسان کی جو خدمات سرانجام دے رہی ہے، ان خدمات کی رفتار کو انسانی بہبود اور اخلاقی قدروں کی ترقی کی خاطر، کس طرح تیز تر کیا جا سکتا ہے کیونکہ براعظم افریقہ کو ان باتوں کی شدید ضرورت ہے۔

☆ احمدیت ایک لمبے عرصہ سے افریقہ میں بنی نوع انسان کی خدمت سرانجام دے رہی ہے، اسلامی تعلیم کے مطابق نیکی مخفی بھی ہو سکتی ہے اور اعلانیہ بھی۔ سوال یہ ہے کہ کیا اب وقت نہیں آگیا کہ جماعت احمدیہ اپنی ان بے لوث خدمات کی کھلم کھلا تشہیر کرے اور ساری دنیا کو خوب کھل کر ان سے آگاہ کرے؟

☆ اسلام امن کا مذہب ہے اور مختلف مذاہب کے لوگوں کے درمیان امن اور بھائی چارہ کی فضا پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اس پس منظر میں یہ سوال ہے کہ پھر مشرق وسطی کے اسلامی ممالک کو اسرائیل سے تعلقات قائم کرنے میں کیا بات مانع ہے؟

☆ اسلام مسلمانوں کو بھائی بھائی قرار دیتا ہے۔ اس کے باوجود مسلمان کیوں ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں۔ نیز اس صورت حال کا کیا علاج ہے؟

سوموار ۲۴ اپریل ۱۹۹۵ء:

حسب معمول حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہومیو پیتھی کلاس لی۔ یہ کلاس نمبر ۷۷ تھی۔ کلاس کے شروع میں حضور انور نے دنیا کے مختلف ممالک میں دوائیوں کے سیٹ بھجوانے کے بارہ میں ہدایات دیں۔ کہ دوائی کس جگہ سے لی جائے اور شیشیاں کس قسم کی ہونی چاہئیں۔

منگل ۲۵ اپریل ۱۹۹۵ء:

پروگرام کے مطابق آج ہومیو پیتھی کی کلاس نمبر ۷۸ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لی۔

بدھ ۲۶ اپریل ۱۹۹۵ء:

آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ترجمۃ القرآن کلاس میں سورۃ النساء کی آیت نمبر ۳ سے ۱۱ تک کا ترجمہ اور ضروری تشریح بیان فرمائی۔ اس ضمن میں اسلام میں چار شادیوں کے بارہ میں وضاحت فرمائی کہ اجازت کے مضمون سے زیادہ دراصل چار سے زیادہ شادیاں کرنے سے روکا گیا ہے۔ نیز یتامیٰ اور بیوگان کے حقوق کے بارہ میں تفصیل سے گفتگو فرمائی۔

ترجمۃ القرآن کے علاوہ آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بچوں کے ساتھ کلاس، جو ہفتہ کے روز ہوتی ہے، وہ بھی دکھائی گئی۔

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

دعوت الی اللہ

حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ایک صحابیؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ جب کہ میں نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ذی المجاز کے بازار میں اسلام کی دعوت دیتے ہوئے دیکھا تھا۔ آپؐ فرمارہے تھے کہ "لوگو! لا الہ الا اللہ کہو تو نجات پاؤ گے" آپؐ کے پیچھے پیچھے ابوجہل تھا۔ وہ آپؐ پر خاک اڑا اڑا کر کہہ رہا تھا "لوگو! اس شخص کی باتیں تمہیں اپنے مذہب سے برگشتہ نہ کر دیں۔ یہ چاہتا ہے کہ تم اپنے دیوتاؤں لات و عزیٰ کی پرستش چھوڑ دو"۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس حالت میں ابولہب کی طرف مڑ کر دیکھتے بھی نہ تھے۔

یہ بظاہر ایک معمولی سا، چھوٹا سا واقعہ ہے جسے دیکھنے والے نے بلا کم و کاست سادہ سے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ لیکن اگر آپ غور کریں تو یہ بظاہر سادہ سا، چھوٹا سا، معمولی سا دکھائی دینے والا واقعہ درحقیقت بہت عظمت والا، نہایت روشن اور غیر معمولی شان رکھنے والا واقعہ ہے۔ اس ایک واقعہ میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت طیبہ کا، آپؐ کے خلق عظیم کا ایک سمندر موجزن ہے۔ آپ کی محبت الٰہی، توحید سے وابستگی اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے قیام کے لئے آپ کی دلی تڑپ اور منصب رسالت کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے آپ کی مجاہدانہ مساعی اور غیر معمولی جوش اور جذبہ اس واقعہ سے بہت نمایاں ہے۔ دعوت الی اللہ کا جو فرض آپؐ کے سپرد کیا گیا تھا اس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے آپؐ کس قدر محنت اور مشقت اٹھایا کرتے تھے اور کتنی جانفشانی سے کام لیا کرتے تھے یہ بھی اس ایک واقعہ سے ہی خوب ظاہر ہے۔ اگرچہ آپؐ کی زندگی ایسے درخشندہ واقعات سے معمور ہے لیکن ذوالمجاز کے بازار میں ہونے والا یہ واقعہ اپنی ذات میں ایک الگ ہی شان رکھتا ہے۔

یہ آغاز اسلام کا اور مکی دور کے ابتدائی سالوں کا ایک واقعہ ہے جبکہ گنتی کے چند لوگ اسلام میں داخل ہوئے تھے اور اہل مکہ نے بالعموم آپ کے پیغام توحید کو جھٹلا دیا تھا۔ اور نہ صرف جھٹلایا تھا بلکہ آپؐ کو دعوت الی اللہ سے باز رکھنے کے لئے کئی حیلوں بہانوں سے تنگ کیا کرتے تھے اور کئی قسم کے دباؤ ڈالے جاتے تھے اور طرح طرح کی ایذا رسانی سے کام لیا جاتا تھا اس خیال سے کہ شاید اس طرح آپؐ دعوت الی اللہ سے باز آجائیں۔ مگر آپؐ ایک اولوا العزم رسول تھے۔ ان کا کوئی دباؤ، کوئی لالچ، کوئی ایذا رسانی دعوت الی اللہ سے آپ کو روک نہیں سکی۔ آپؐ کا معمول تھا کہ جب حج کا زمانہ آتا اور عرب کے قبائل ہر طرف سے آکر مکہ کے آس پاس اترتے تو آپؐ ایک ایک قبیلہ کے پاس جاتے اور تبلیغ اسلام کرتے۔ عرب میں مختلف مقامات پر میلے لگتے تھے جن میں دور دور کے قبائل آتے تھے۔ آپؐ ان میلوں میں جاتے اور لوگوں کو دعوت اسلام دیتے۔ ان میلوں میں عکاظ اور مجنہ اور ذوالمجاز خاص طور پر معروف ہیں۔ اور انہی میلوں میں سے ایک میلہ یعنی ذوالمجاز میں آپؐ کی دعوت الی اللہ کا ایک نظارہ ہے جو مذکورہ بالا واقعہ میں بیان کیا گیا ہے۔ کس طرح آپ تن تنہا لمبے سفر کر کے ان مقامات پر پہنچتے ہیں اس امید کے ساتھ کہ شاید کوئی سعید روح اس پیغام کو قبول کر کے ہدایت پا جائے۔ آپؐ کے پیغام میں کوئی تصنع نہیں، کوئی بناوٹ نہیں، کوئی ملمع سازی نہیں۔ سیدھا سادا، صاف ستھرا، حق و صداقت پر مبنی کلام ہے کہ "لوگو! لا الہ الا اللہ کہو تو نجات پاؤ گے"۔

اس واقعہ میں داعیان الی اللہ کے لئے بہت سے سبق ہیں۔ دعوت الی اللہ کے لئے آپؐ کی تڑپ اور اپنے مقصد سے وابستگی اور اولوا العزمی کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صبر اور قوت و ہمت کی بلندی، عزم کی استواری اور تمام مشکلات و مصائب کی خدا تعالیٰ کی خاطر برداشت بھی نمایاں ہے۔ اس واقعہ کے آخری حصہ پر غور کریں کہ ابوجہل آپؐ پر خاک اڑا اڑا کر لوگوں کو آپ سے دور رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ لوگ آپؐ کے خلاف ساحر اور مجنون ہونے کا پراپیگنڈہ بھی کیا کرتے تھے۔ غرضیکہ ہر قسم کے سب و شتم اور جھوٹ اور فریب سے کام لے کر ابولہب آپؐ کے پیچھے پیچھے آپ کے پیغام کے اثر کو زائل کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم (فداہ نفسی وابی وامی) اس کی ان نہایت ذلیل اور اوچھی حرکات پر کسی قسم کی برہمی کا اظہار نہیں فرماتے۔ ورنہ کمزور سے کمزور آدمی کو بھی اگر مجمع میں اس طرح جھٹلایا جائے تو وہ غصہ سے کانپ اٹھتا ہے اور اگر اور کچھ نہ بھی کر سکے تو منہ سے ایسے شخص کو جواباً چند گالیاں ہی نکال دیتا ہے یا برا بھلا کہتا ہے، یا دلبرداشتہ ہو کر وقتی طور پر ہی سہی اپنے کام کو چھوڑ کر کہیں الگ ہو جاتا ہے اس خیال سے کہ جب یہ شریر کہیں چلا جائے گا تو پھر اپنا کام دوبارہ شروع کر دوں گا۔ لیکن حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اولوا العزمی و بلند ہمتی کو دیکھئے۔ آپؐ نہ دلبرداشتہ ہوئے، نہ ہمت ہارے، نہ تبلیغ کو ترک کیا بلکہ اپنے مقصد پر مضبوطی سے جمے رہے۔ آپؐ کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہیں آئی اور نہایت جوانمردی کے ساتھ، بڑے صبر اور استقلال کے ساتھ دعوت الی اللہ کو جاری رکھا۔ پھر آپؐ کا ضبط نفس اور سنجیدگی اور وقار ایسا عظیم الشان ہے کہ آپؐ نے چہرے پر کوئی تیوری نہیں چڑھائی، کوئی ملال ظاہر نہیں فرمایا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوجہل کی طرف مڑ کر دیکھتے بھی نہیں۔ آپؐ کو اپنے پیغام کی صداقت، اس کی عظمت، اس کی اثر انگیزی پر پختہ یقین اور اس کی اشاعت میں مکمل انہماک ہے اور دوسری طرف دشمن کی رذیل حرکات کو آپؐ ایسا ادنیٰ اور حقیر گردانتے ہیں کہ اس سے مکمل طور پر صرف نظر فرماتے ہیں گویا اس کا وجود ہی کوئی نہیں۔

پھر انجام کیا ہوتا ہے۔ وہ نبی امیؐ جو یکا و تنہا ذوالمجاز کے بازار میں دعوت الی اللہ میں مصروف تھا۔ ریگستان عرب کا ذرہ ذرہ اس کی مخالفت میں پہاڑ بن کر سامنے آیا لیکن وقار نبوت اور عزم و رسالت سے ٹکرا کر پارہ پارہ ہو کر بکھر گیا۔ اور وہ آسمانی آواز پھیلتی چلی گئی یہاں تک کہ سارا عرب نعرہ ہائے توحید و تکبیر سے گونجنے لگا۔ آج بھی اسی "داعیاً الی اللہ" کے اسوہ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے اسی عزم، اسی استقلال، اسی جوانمردی کے ساتھ دعوت الی اللہ کرنے اور کرتے چلے جانے کی ضرورت ہے تا آنکہ سارا عالم توحید کے نور سے روشن ہو جائے۔

اے اللہ تو ہمیں اس کی توفیق عطا فرما!!

احادیث النبی ﷺ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا یُبْعَثُ النَّاسُ عَلٰی نِیَّاتِھِمْ۔

(ابن ماجہ۔ ابواب الزھد باب النیۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں کا حشر ان کی نیتوں کے مطابق ہو گا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ صَخْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَامِکُمْ وَلَا اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو نہیں دیکھتا اور نہ ہی تمہاری صورتوں کو بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

بات رانجھے کی نہ قصہ ہیر کا — ذکر ہے اک خواب کی تعبیر کا
پیرہن جلنے لگا تصویر کا — ہر طرف ہے شور دار و گیر کا
کس نے دستک دی در آواز پر — سلسلہ ہلنے لگا زنجیر کا
آئینہ در آئینہ در آئینہ — جگمگاتا ہے ایک ہی تصویر کا
پھر قسم زیتون کی کھائی گئی — ذکر پھر ہونے لگا انجیر کا
وشت کی بےاعتنائی دیکھ کر — حوصلہ یاد آگیا شبیرؓ کا
زخم خود بولے ہیں اتنی دیر سے — ان کو شکوہ کیوں ہے اس تاخیر کا
آئینے کی طرح چکنا چور ہے — کوئی رخ ثابت نہیں تصویر کا
تھوڑے ہو کر بھی نہ ہم تھوڑے لگے — معجزہ ہم کو ملا تکثیر کا
گھر کی باہر سے سفیدی ہو گئی — فائدہ اتنا ہوا تعزیر کا
آئینے کا بال رہنے دیجئے — فکر کیجئے آنکھ کے شہتیر کا
اس کو میرا کفر لوٹایا گیا — وہ جو شائق تھا مری تکفیر کا
ناقۃ اللہ کو ستایا بےسبب — کاٹنا چاہا درخت انجیر کا
مجھ کو سولی دی گئی آواز کی — میں شہید وقت ہوں تحریر کا
ذکر ہے جس کا حدیث پاک میں — دل سے دشمن ہوں میں اس خنزیر کا
مجھ سے بھی کر لیجئے گا مشورہ — آئینہ بردار ہوں تقدیر کا
مجھ کو بھی کچھ تجربہ ہے عشق کا — میں بھی زخمی ہوں نظر کے تیر کا
دی جگہ مجھ کو فراز دار پر — معترف ہوں دل سے اس توقیر کا
میرا قاتل بچ کے جا سکتا نہیں — مجھ سے وعدہ ہے یہ میرے پیر کا
میرے کاٹے کا نہیں کوئی علاج — مجھ کو آتا ہے عمل تسخیر کا
میں تمہیں کر کے تہ دل سے معاف — تم سے بدلہ لوں گا اس تحقیر کا

ٹوٹ ہی جائے گا مضطر ایک دن
سلسلہ اس جرم بےتقصیر کا

(محمد علی)

صحائف قمران کی کہانی

(رشید احمد چوہدری، لندن)

بحر مردار سے مشہور صحائف کی دریافت کو تقریباً ۴۸ سال ہونے کو آرہے ہیں مگر آج تک جو معلومات ہمیں ملی ہیں بہت معمولی ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ ایک بدو گڈریا اپنی گم شدہ بھیڑ کو تلاش کرتے کرتے قمران کی پہاڑیوں میں ایک غار کے دہانے پر جا پہنچا۔ اور یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کہیں اس کی بھیڑ غار کے اندر تو پھنسی ہوئی نہیں ایک پتھر غار کے اندر پھینکا۔ اندر سے ایسی آواز آئی جیسے پتھر سے مٹی کا برتن ٹوٹ گیا ہو۔ گڈریا جرات کر کے غار کے اندر اتر گیا۔ اس کی حیرانی کی انتہا نہ رہی جب اس نے غار کے اندر مٹی کے بڑے بڑے مرتبان دیکھے جن کے اندر صحائف رکھے ہوئے تھے۔ بعض صحائف چمڑے کے اوپر لکھے ہوئے تھے اور اوپر کپڑا لپیٹا ہوا تھا جو انتہائی بوسیدہ ہو چکا تھا۔ ان تحریرات کو محفوظ رکھنے کے لئے اوپر موم چڑھا دیا گیا تھا۔

قمران کی پہاڑیوں سے نکلنے والے یہ وہ صحائف تھے جو ۱۹ صدیوں تک زمانہ کی آنکھوں سے اوجھل تھے۔

اس دریافت کے بعد مزید صحائف کی تلاش کا سلسلہ شروع ہوا اور کئی ایک نادر دستاویزات دستیاب ہوئیں۔ ان صحائف سے اس زمانہ کے لوگوں کی طرز بودوباش اور مذہبی تقاریب وغیرہ کی تفصیل بھی ملتی ہے۔ اور حق و باطل میں معرکہ کا تذکرہ بھی۔

ایک دستاویز تانبے کی پتلی چادر پر لکھی ہوئی ملی جس کے متعلق ماہرین نے بتایا کہ اس پر پرانے زمانے کے Judea کے علاقہ کے بادشاہوں کے مدفون خزانوں کی تفصیل ہے۔ بعض میں جو تحریریں ملی ہیں وہ بائبل کی زبان سے ملتی جلتی ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ صحائف دوسری صدی قبل مسیح سے لے کر پہلی صدی عیسوی کے وسط تک کے زمانے کے ہیں۔ یہ وہ زمانہ ہے جب عیسائیت کا ظہور ہوا۔ ان صحائف کے متعلق بہت سی قیاس آرائیاں کی جا رہی ہیں۔ بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ یہ صحائف یہودیوں کے ایک فرقہ Essenes کی ملکیت تھے جو اس زمانہ میں قمران اور اس کے ارد گرد علاقوں میں رہائش پذیر تھے۔

کہانی کے مطابق چرواہے نے اپنی دریافت کو گاؤں کی مارکیٹ میں انتہائی سستے داموں فروخت کر دیا جہاں سے آہستہ آہستہ تمام تحریریں غائب ہو گئیں مگر جب ان پرانی تحریرات کی مذہبی اور تاریخی اہمیت کا اندازہ لوگوں کو ہوا تو ان کے مندرجات کو سمجھنے کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور جلد ہی یروشلم میں ایک محققین کا گروہ ان کو سمجھنے کی کوشش میں لگ گیا۔

ایک اندازے کے مطابق جتنی تحریرات ملی ہیں ان کا صرف ۲۵ فیصد حصہ ایسا ہے جن کو شائع کیا گیا ہے۔ بقیہ کے متعلق خاموشی اختیار کر لی گئی ہے۔ اس پراسرار خاموشی سے یہ نتیجہ بھی نکالا جا رہا ہے کہ شاید ان تحریرات میں ایسا مواد موجود ہے جو عیسائیوں کے مشہور عقائد کے خلاف ہو اس لئے عوام الناس کے سامنے وہ دریافتیں پیش نہیں کی جا رہیں۔ عموی طور پر محققین میں سے بہت کم اس بات کی جرات رکھتے ہیں کہ ان دریافتوں کو من و عن دنیا کے سامنے پیش کر دیں۔ ۱۹۸۴ء میں ایک محقق کے ہاتھ ایک ایسا مسودہ لگا جو ۱۲۱ سطور تک پھیلا ہوا تھا۔ اس کی ایک کاپی پولینڈ کے اخبار "قمران کرانیکل" کے ہاتھ لگ گئی جنہوں نے اسے دسمبر ۱۹۹۰ء میں شائع کر دیا اور اس کی اتنی مانگ ہوئی کہ اخبار والوں کو دنیا بھر سے اخبار کے حصول کے لئے خطوط آتے رہے۔

بہت سی تحریرات جو اس وقت تک شائع ہو چکی ہیں اسرائیل کے عجائب گھر میں جو اسی مقصد کے لئے بنایا گیا ہے رکھی ہوئی ہیں۔ یہ تحریرات اس وقت اسرائیل کی حکومت کی ملکیت ہیں۔

جن پہاڑیوں سے یہ صحائف ملے ہیں وہ اس قسم کی ہیں کہ دور سے غاروں کے دہانے نظر نہیں آتے۔

۱۹۴۸ء کے بعد ان عمیق غاروں سے مزید صحائف دریافت ہوئے۔ ان میں سے بہت سے تو ہاتھوں ہاتھ غائب ہو گئے اور چند ایک مشرقی یروشلم میں ایک عجائب گھر میں محفوظ ہیں۔ جو راک فیلر عجائب گھر کے نام سے مشہور ہے۔ جوں جوں ان صحائف کے متعلق لوگوں کو علم ہونا شروع ہوا مزید محقق تحقیق کے لئے اکٹھے ہونے شروع ہوئے۔ ان میں سے نمایاں طور پر رومن کیتھولک پادری رولینڈ ڈی واکس -Roland De Vaux تھا جو ۱۹۲۹ء میں پیرس چھوڑ کر آیا اور مشرقی یروشلم میں ایک ادارے میں پڑھانے پر مامور تھا۔ مشرقی یروشلم اس وقت اردن کے پاس تھا اس نے اردن کے قدیم نوادر کے ماہر ڈائریکٹر آف Antiquities کے ساتھ مل کر قمران صحائف کی بازیابی کے کام کی نگرانی کی۔ غاروں میں جانے کے لئے ایک بدو کی خدمات حاصل کی گئیں اور جو دریافت ہوتی اس کو خرید لیا جاتا۔ بعد میں اردن کی حکومت کے تعاون سے محققین کی ایک انٹرنیشنل ٹیم کا تقرر عمل میں آیا۔ باوجود بیشتر اعلانات کے ان صحائف کے مندرجات کو شائع نہیں کیا گیا۔ اس انٹرنیشنل کمیٹی میں امریکہ کے پادری فرینک کراس (Frank Cross)، امریکہ کے ایک اور سکالر Patrick Skehan اور یروشلم کے البرائٹ انسٹیٹیوٹ کے ڈائریکٹر شامل تھے ان کے علاوہ فرانس سے دو پادری فادر جین سٹارکی اور فادر موریس بیلٹ (Morrice Baillet) اور پولینڈ کے فادر جوزف میلک (Joseph Milik) بھی شامل تھے۔ ٹیم کے برطانوی ممبر جان الگرو (John Allegro) تھے۔ ۱۹۵۳ء میں ایک برطانوی اسکالر -John Strugnell) بھی شامل ہو گئے جو بعد میں پروٹسٹنٹ فرقہ سے علیحدہ ہو کر رومن کیتھولک بن گئے تھے۔ اور پھر ہارورڈ یونیورسٹی میں دینیات کے شعبہ کے انچارج بنے۔ کچھ عرصہ بعد نوٹرے ڈیم (Notre Dam) یونیورسٹی انڈیانا کے یوجین الرچ (Eugene Ulrich) کو بھی رکھ لیا گیا جو فرینک کراس کی جگہ صحائف پر کام کرنے لگے۔

ٹیم میں زیادہ تر رومن کیتھولک فرقہ کے افراد تھے اور کوئی بھی اسرائیلی اسکالر نہ تھا جس کو اس زمانہ کی تاریخ پر عبور ہوتا۔

اس دوران یہ سوال بھی سامنے آیا کہ ان صحائف کا مالک کون ہے۔ بعض صحائف اس وقت دریافت ہوئے تھے جس وقت فلسطین پر برطانیہ کا قبضہ تھا۔ بعد میں ۱۹۵۰ء کے لگ بھگ اردن کی حکومت کے دوران مزید صحائف برآمد ہوئے۔ گو ان صحائف کی فروخت پرائیویٹ طور پر منع تھی تاہم بدو لوگ دولت کی لالچ میں ان غاروں سے تحریرات نکال لاتے اور جو گاہک ملتا اس کے ہاتھ فروخت کر دیتے۔ جب ان کی قیمت بڑھنے لگی تو دنیا کے کئی عجائب گھروں اور تعلیمی اداروں نے فنڈ اکٹھا کر کے ان صحائف کو خرید کر محفوظ کرنا شروع کر دیا۔ ۱۹۶۱ء میں اردن کی حکومت نے ان صحائف کو قومیا (Nationalize) لیا۔ مگر ۱۹۶۷ء میں اسرائیل کے قبضہ کے بعد راک فیلر عجائب گھر بھی اسرائیل کے پاس آ گیا۔

اس وقت تک جو صحائف ملے ہیں وہ ۵۰۰ مختلف رسم الخط میں ہیں ان میں سے بعض تو ناخن برابر چھوٹے ہیں ان صحائف کو شائع کرنے پر ابھی تک بہت تامل کیا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے بعض حلقوں میں بجا طور پر غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

اسرائیل کی حکومت نے معاملہ کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے رولینڈ ڈی واکس کو ہر طرح کی مدد دینے کی پیشکش کی تھی تا کہ صحائف پر تیزی سے کام ہو سکے مگر واکس نے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا۔ واکس اور اس کے ساتھی اسرائیلی حکومت کے اس علاقہ پر قبضہ سے نالاں ہیں اور وہ آج بھی اس علاقہ کو "اسرائیل" کی بجائے "فلسطین" کہنا پسند کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ فادر ملک نے تو اسرائیلی حکومت کی طرف سے آئے ہوئے خطوط کا جواب تک نہیں دیا۔ اور فادر سٹارکی نے فلسطین کا یہ علاقہ اسرائیل کی تحویل میں آ جانے کے بعد یروشلم میں قدم تک نہیں رکھا۔

۱۹۸۷ء میں Strugnell قمران ٹیم کا سربراہ بن گیا۔ یہ وہ پہلا شخص تھا جس نے اسرائیلی اور یہودی اسکالروں کی مدد کے ساتھ بعض صحائف کے مندرجات کو واضح کرنے کی کوشش کی مگر یہودیوں کو ہمیشہ اس کی نیت پر شک رہا کیونکہ ماضی میں اس نے ایک دفعہ یہودی مذہب کے بارہ میں نازیبا الفاظ استعمال کئے تھے۔ ایک دفعہ یہ کہا تھا کہ "یہودیت کو مر جانا چاہئے تھا یہ کیوں زندہ رہی" اور یہ بھی کہا تھا کہ "یہودیت کا ایک ہی علاج ہے کہ سب یہودی عیسائی بن جائیں"۔ کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ جب بیمار پڑ گیا تو اس نے اسرائیلی ہسپتال سے اپنا علاج کروانے سے انکار کر دیا۔ آخر کار Strugnell نے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا اور کام خاطر خواہ آگے نہ بڑھ سکا۔ اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ ٹیم میں رومن کیتھولک عیسائی زیادہ تھے اور یہودی اسکالر جس کو مذہبی تاریخ پر عبور ہو ایک بھی نہ تھا۔ صحائف کے متعلق محققین کی رائے مختلف ہیں۔ ایک گروہ ان کو ایک یہودی فرقہ جو Essenes سے مشابہت رکھتا تھا کی لائبریری گردانتا ہے۔ ان صحائف سے معلوم ہوتا ہے کہ وادی قمران کے لوگ جائیداد کے بارہ میں اجتماعی ملکیت کے قائل تھے اور انہوں نے معاشرتی زندگی کے لئے بہت سخت قوانین بنا رکھے تھے۔ ان کے کچھ رسم و رواج اس وقت کے عیسائیوں سے ملتے جلتے تھے مگر اکثر حضرت عیسیٰ سے بھی ۱۰۰ سال کے لگ بھگ پرانے تھے۔

ایک محقق گولب (Golb) نامی اس خیال کا حامی ہے کہ یہ فرقہ Essenes نہیں تھا کیونکہ صحائف میں جن رسوم کا ذکر ملتا ہے وہ Essenes فرقہ کے نہیں تھے مثلاً ان صحائف میں مردوں، عورتوں اور بچوں کا اکٹھا ذکر ملتا ہے۔ جبکہ Essenes قبیلہ کے لوگ مجرد رہنے کو ترجیح دیتے تھے۔ پھر اس بات کو بھی دلیل کے طور پر پیش کرتا ہے کہ یہ صحائف غاروں میں بیٹھ کر نہیں لکھے گئے کیونکہ کسی غار میں بھی لکھنے کا سامان نہیں پایا گیا۔ اس کا خیال ہے کہ یہ صحائف یروشلم کی کسی قدیم لائبریری کا حصہ ہیں۔ مگر اس معمہ کو تاریخ دان ہی سلجھا سکتے ہیں۔

ایک اور محقق ولسن نامی کا خیال ہے کہ صحائف قمران کے ذریعہ حضرت عیسیٰ کی زندگی اور ابتدائی عیسائیت کو جاننے کے لئے سنجیدگی سے سوچنا چاہئے اس کا خیال ہے کہ ہو سکتا ہے یہ قبیلہ براہ راست حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیر اثر رہا ہو۔ وہ دلیل کے طور پر پیش کرتا ہے کہ انجیل میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں اسی قسم کی باتیں صحائف میں بھی ملتی ہیں۔

ولسن اس بات پر سخت افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ بائبل کے سکالر جو ٹیم میں شامل ہیں ہمیشہ اس بات کو کوشش میں رہتے ہیں کہ کس طرح صحائف میں دیئے گئے مذہبی عقائد کو اپنے عقائد کے ساتھ منطبق کر کے پیش کریں۔ اور جو باتیں عیسائی عقائد کے خلاف ہیں ان کو چھپا دیا جائے۔ مائیکل بے جنٹ -Michael (Baigent نے چند سال پہلے ایک کتاب The Dead Sea Scroll Deception لکھی تھی جس میں ولسن کے اس شبہ کی تصدیق کی گئی تھی۔ انہوں نے اس بات کو بھی واضح کیا ہے کہ ۱۸۹۰ء میں جو اسکول واکس نے قائم کیا تھا اور جس میں ملک اور سٹارکی شامل تھے پاپائے روم کی کوشش کے نتیجہ میں تھا اور بعد میں اس کا مقصد یہ بھی رکھ لیا گیا کہ عیسائی مذہب کو غاروں سے برآمد ہونے والی دستاویزات سے تقویت مل سکے۔ اور جب Strugnell پروٹسٹنٹ فرقہ سے علیحدگی اختیار کر کے رومن فرقہ میں داخل ہو گئے تو ان کو بھی ساتھ شامل کر لیا گیا۔

بعد میں روم کی طرف سے ایک کمیشن کا قیام عمل میں لایا گیا جس کا مقصد انجیل مقدس میں دیئے گئے عقائد کے متعلق مخالفین کے اعتراضات کا جواب دینا تھا۔ واکس کو اس کمیشن کا مشیر بنا دیا گیا۔ اس لئے یہ کوئی اچنبھہ کی بات نہیں کہ ان محققین نے اکثر صحائف کے مندرجات کو شائع کرنے سے گریز کیا۔ ان میں سے جان الگرو ہی ایسا ممبر تھا جو ہر اس صحیفہ کو جو اس کے ہاتھ لگتا تھا بلا تامل شائع کر دیتا تھا۔ ۱۹۵۶ء میں اس نے بی۔ بی۔ سی۔ پر انٹرویو دیتے ہوئے اس بات

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

MORSONS CLOTHING
Ladies and Children Clothing
Specialists in
SCHOOL UNIFORMS
Main Showrooms:
682/4 Uxbridge Road, Hayes,
Tel: 081 573 6361/7548
Kidswear Showroom:
54 The Broadway, Ruislip
Road, Greenford
Ladieswear Showrooms:
34 The Broadway, Ruislip
Road, Greenford
Children and Ladieswear
Showrooms:
51 High Street, Wealdstone

کون سا مذہب عالمگیر ہے عیسائیت یا اسلام ؟

گھانا (مغربی افریقہ) میں مذکورہ بالا عنوان پر چرچ آف کرائسٹ اور احمدیہ مسلم نمائندوں کے مابین ہونے والے ایک مباحثہ کی مختصر روئداد

(قریشی داؤد احمد ساجد۔ نمائندہ الفضل، گھانا)

گھانا مغربی افریقہ کا وہ ملک ہے جس میں مسلمانوں کی معقول تعداد ہونے کے باوجود اسے عیسائی مملکت قرار دیا جاتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ گھانا کو عیسائیت کا ایک مضبوط گڑھ سمجھا جاتا ہے۔ یہاں اپر ویسٹ ریجن میں نندم (Nandom) اور جیراپہ (Jirapa) کے مقامات پر مغربی افریقہ میں عیسائیوں کے سب سے بڑے چرچ اور تبلیغی سنٹر موجود تھے۔

موجودہ حالات میں غریب اور علم سے نابلد افراد کو دھوکا اور روایتی فریب دینے کے لئے عیسائیت بدستور اپنے دجالی حربے استعمال کر رہی ہے۔ یعنی دیہاتی علاقوں میں مفت خوراک، ادویات، اور کپڑے تقسیم کر کے انہیں اس رنگ میں عیسائیت کی تبلیغ کی جاتی ہے کہ یہ چیزیں آپ غریب عوام کی حالت پر رحم کھاتے ہوئے یسوع مسیح نے بھجوائی ہیں۔ اگر آپ یسوع مسیح کی عنایات سے مزید استفادہ کے خواہاں ہیں تو اس کے پیروکاروں میں شامل ہو جائیں۔ پھر دیکھنا وہ آپ کو کس قدر نعمتوں سے نوازے گا۔

دوسری جانب جماعت احمدیہ جو اس وقت دنیا میں اسلام کی حقیقی علمبردار ہے اپنے محدود وسائل کو استعمال کرتے ہوئے اسلام کی حقیقی تعلیم لوگوں کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کی تبلیغ کے پیش نظر لوگ بڑی سرعت سے احمدیت کے پیغام کو قبول کر رہے ہیں اور دجالی حربے اسلام کی حقانیت کے سامنے دم توڑتے نظر آتے ہیں۔

اس حقیقت کی زندہ مثال حال ہی میں کماسی (اشانٹی ریجن، گھانا) میں ہونے والا مباحثہ ہے جس کو ملکی سطح پر کئی اخباروں نے شہ سرخیوں سے اور پورے متن کے ساتھ شائع کیا۔

قارئین کی دلچسپی کے لئے اس مباحثہ کی چند جھلکیاں پیش کرنی مقصود ہیں۔

دسمبر ۱۹۹۴ء میں عیسائیوں کے ایک فرقہ چرچ آف کرائسٹ (Church of Christ) نے کماسی میں احمدیہ مشن ہاؤس کے نزدیک ایک تبلیغی پروگرام منعقد کیا جس میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مطہر اور اسلامی تعلیمات کے خلاف نازیبا حملے کئے۔ عیسائیوں کے ان نازیبا حملوں سے جماعت احمدیہ کے احباب میں طبعاً ایک جوش پیدا ہوا اور ایک خادم نے انہیں چیلنج کیا۔ اس چیلنج پر نادم ہونے کی بجائے چرچ آف کرائسٹ کے نمائندوں نے تمام مسلمانوں کو مقابلہ کا کھلا چیلنج دیا جس کو احمدی خادم نے بلا حیل و حجت قبول کر لیا۔

اس چیلنج کو قبول کرنے کے بعد احمدیہ مشن ہاؤس کماسی میں دونوں مذاہب کے نمائندوں کی ایک میٹنگ ہوئی جس میں مباحثہ کی جگہ اور تاریخ کا فیصلہ کیا گیا۔ اس میٹنگ کے بعد اسی شام عیسائیوں نے پورے شہر میں اس مباحثہ کی تشہیر شروع کر دی۔

۵ جنوری ۱۹۹۵ء کو دوبارہ میٹنگ ہوئی جس میں چرچ آف کرائسٹ نے اپنی روایتی دھوکا دہی کا طریق اختیار کرنا چاہا مگر مومنین کی فراست سے نہ بچ سکے۔ یعنی انہوں نے مباحثہ کے لئے مندرجہ ذیل عناوین تجویز کئے۔

☆ چرچ آف کرائسٹ کے بارہ میں بائبل میں کیا لکھا ہے۔

☆ چرچ آف کرائسٹ کو پرانے عہدنامہ کی کوئی حاجت نہیں۔

☆ حضرت عیسیٰؑ نے جو پیش گوئیاں کی ہیں ان سے مراد آنحضورؐ نہیں ہیں۔

ان کی ان تجاویز پر ان پر واضح کیا گیا کہ پہلی دو باتوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں تیسری بات ہم ثابت کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن مباحثہ کا عنوان ایسا ہونا چاہئے جو حق و باطل میں فرق کرنے والا ہو۔ اور دونوں مذاہب میں سے ایک کی حقانیت ثابت کرنے والا ہو۔ چنانچہ کافی بحث و تمحیص کے بعد اس عنوان پر اتفاق رائے ہوا کہ:

کون سا مذہب عالمگیر ہے۔ عیسائیت یا اسلام ؟

اس میٹنگ میں مباحثہ کی تاریخ ۲۱ جنوری ۱۹۹۵ء مقرر کی گئی اور جائے مباحثہ کے لئے پریمپے (Prem-pe) اسمبلی ہال کماسی مقرر ہوا۔ ایک دفعہ پھر قبل از وقت اپنی شکست کا احساس کرتے ہوئے عیسائیوں نے مباحثہ کے اخراجات کا بہانہ بنایا کہ ان کے پاس رقم نہیں ہے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کماسی نے تمام اخراجات کی ذمہ داری قبول کر لی۔ اس طرح اس بات پر بھی اتفاق رائے ہوا کہ مباحثہ کے لئے دو چیئرمین مقرر کئے جائیں۔ ایک احمدیوں میں سے اور دوسرا عیسائیوں میں سے۔

اس بات پر بھی اتفاق رائے ہوا کہ ہر ٹیم جو مباحثہ میں حصہ لے گی تین افراد پر مشتمل ہو گی جن میں سے ایک پرنسپل سپیکر (اصل مقرر) اور دوسرے دو ممبران سوالات کے جوابات میں مدد دیں گے۔ ہر مقرر کے لئے ایک گھنٹہ وقت مقرر ہو گا اور اس کے بعد دس سوالات پوچھے جا سکیں گے۔ نیز یہ کہ چرچ آف کرائسٹ اپنا مدعا پہلے بیان کرے گا۔

مباحثہ کے روز ایک دفعہ پھر انہیں یہ احساس ہوا کہ شکست بہرحال ان کے مقدر میں لکھی جا چکی ہے۔ انہوں نے اتفاق رائے کے بعد ایک معاہدہ پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ ان کی بات کو قبول کر لیا گیا تا کہ وہ مباحثہ سے بھاگ نہ جائیں۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے تین ممبران مکرم آدم داؤد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ گھانا (پرنسپل سپیکر)، مکرم عبداللہ ناصر بوانگ، ڈائریکٹر آف ایجوکیشن، اشانٹی ریجن کماسی (معاون) اور مکرم یوسف احمد اوسائی، سینئر سرکٹ مشنری (معاون) مقرر کئے گئے۔ اسی طرح عیسائیوں نے بھی اپنے تین نمائندے مقرر کئے۔

عیسائی مقرر نے اپنے روایتی طریق کے مطابق عنوان مباحثہ سے ہٹ کر گفتگو شروع کی جس کا خلاصہ یہ تھا:

☆ حضرت مسیح خدا کا سچا بیٹا تھا۔

☆ حضرت مسیح خدا تھا کیونکہ اس سے کئی معجزات ظہور میں آئے۔ مثلاً طوفان کو روک دینا، مردے زندہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔

☆ حضرت مسیح وفات پا گئے اور اپنے خون سے انسانیت کو گناہوں سے پاک کر گئے۔

☆ واقعہ صلیب کے تین دن بعد حضرت مسیح دوبارہ زندہ ہو گئے اور آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ جہاں وہ خدا تعالیٰ کے دائیں ہاتھ بیٹھے ہیں۔

☆ جن لوگوں نے بائبل تحریر کی وہ بائبل میں درج شدہ واقعات کے چشم دید گواہ تھے۔

☆ وہ جھوٹ نہیں بول سکتے تھے۔

☆ یہ سچ نہیں کہ مسیح کشمیر میں فوت ہوئے۔

☆ اسلام اللہ تعالیٰ کی ایسی صفات بیان کرتا ہے جو اس کی ذات پر اطلاق نہیں پاتیں مثلاً خدا تعالیٰ ان لوگوں کو جو بے راہ روی اختیار کرنا چاہتے ہیں کھلی اجازت دے دیتا ہے۔

عیسائی مقرر کی تقریر کے بعد انہیں مباحثہ کے اصل عنوان کی طرف توجہ دلائی گئی اور بتایا گیا کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے پاس عنوان مباحثہ "کون سا مذہب عالمگیر ہے، عیسائیت یا اسلام" کی تائید میں کوئی دلیل نہیں ہے۔

اس طرح ان پر مندرجہ ذیل سوالات کئے گئے جن کے وہ تسلی بخش جواب نہ دے سکے۔ اول، کیا وہ اس بات سے واقف ہیں کہ حضرت مسیحؑ نے کہا تھا کہ خدا تعالیٰ کی بادشاہت یہود سے لے کر کسی دوسرے کو یہ بادشاہت دے دی جائے گی۔

اسی طرح اس سے بائبل کی کچھ آیات کی تشریح طلب کی گئی جو اللہ تعالیٰ کو اس رنگ میں پیش کرتی ہیں کہ وہ لوگوں کے دلوں کو سخت کر دیتا ہے کہ وہ اس کی عبادت سے انکار کر دیں۔

جماعت احمدیہ کے نمائندہ مکرم آدم داؤد صاحب نے اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے کی تائید میں جو دلائل پیش کئے ان کا خلاصہ یہ ہے:

اللہ تعالیٰ نے ماضی میں قومی، قبائلی اور علاقائی سطح پر انبیاء بھجوائے۔ یہ تمام انبیاء خصوصی طور پر اپنی قوم، قبیلہ یا علاقہ کے لئے تھے۔ بائبل میں مذکور انبیاء ایسے تھے جن کو صرف یہود کی طرف بھجوایا گیا۔ آپ کا پیغام اور حواریوں کی یہی نصیحت تھی کہ وہ صرف یہود کو تبلیغ کریں۔ حضرت مسیحؑ نے کہیں بھی اپنے پیغام کے عالمگیر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ ان دلائل کی تائید میں بائبل کے حوالہ جات بڑی وضاحت سے پیش کئے گئے۔ مثلاً "یہ مت سمجھو کہ میں اس (عہدنامہ قدیم) کو منسوخ کرنے آیا ہوں، میں منسوخ کرنے نہیں بلکہ اسے مکمل کرنے آیا ہوں"۔ اسی طرح حضرت مسیحؑ کی حواریوں کو سخت نصیحت تھی کہ اپنے موتی سوروں کے آگے مت ڈالو۔ پھر حضرت مسیحؑ کا یہ دعویٰ کہ وہ بنی اسرائیل کی بھیڑوں کی طرف بھجوائے گئے ہیں۔

اس کے مقابل پر اسلام نے ہر سطح پر اور ہر موقع پر عالمگیر مذہب ہونے کا دعویٰ کیا۔ پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے عالمگیر نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اسلام کے عالمگیر مذہب اور قرآن مجید کے عالمگیر کتاب ہونے کا دعویٰ کیا۔

بائبل سے بہت سی آیات پیش کر کے ثابت کیا گیا کہ بائبل کا دعویٰ ہے کہ وہ عالمگیر کتاب نہیں۔ اس کے بالمقابل قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت نہیں جس میں یہ دعویٰ ہو کہ قرآن عالمگیر کتاب نہیں ہے۔ بائبل کو ایسی زبان میں اتارا گیا جو اب مردہ ہے اور مفقود ہے۔ اس کے مقابل پر قرآن مجید کا نزول ایسی زبان میں ہوا جو کہ ام الالسنہ ثابت ہو چکی ہے۔ یہ زبان آج بھی زندہ ہے اور دنیا کے بہت سے ممالک میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام عالمگیر مذہب ہے۔ بائبل کے حوالہ جات پیش کر کے یہ ثابت کیا گیا کہ اسلامی طریقہ نماز سے دوسرے انبیاء کو بھی اختصار سے آگاہ کیا گیا جس کو بعد میں اپنی مکمل اور حسین شکل میں آنحضورؐ پر الہاماً نازل کیا گیا۔

دوران مباحثہ مسلمان بڑے خوش اور مطمئن نظر آتے تھے۔ لیکن عیسائیوں کا یہ حال تھا کہ گویا سانپ سونگھ گیا ہو۔ یا ان پر نزع کا عالم طاری ہو۔ شاید وہ اپنے دلوں میں اس خواہش کا اظہار کر رہے ہوں کہ کاش زمین پھٹ کر انہیں جگہ دے دے۔ جہاں وہ اپنی شرمندگی، ندامت اور خفت کو چھپا سکیں۔

غیر احمدی مسلمانوں نے مکمل طور پر احمدیوں کی حمایت کی۔ وہ احمدی مقرر کے دلائل پر دل کھول کر داد دیتے تھے۔ ان کے چہروں سے یہ واضح ہو رہا تھا کہ وہ احمدیوں کو اسلام کا دفاع کرنے والے خیال کرتے ہیں۔ ماضی کے غلط پراپیگنڈہ کا زنگ ان کے دلوں سے ایسے دور ہوتا نظر آتا تھا جیسے دھوبی کپڑوں کو دھوتے وقت میل کچیل کو بہتے دیکھتا ہے۔

مباحثہ کے وقت عام لوگوں کا رویہ بڑا مثبت تھا بلکہ بعد میں بہت سے عیسائیوں نے احمدیوں کو اسلام کی حقانیت کو ان کے سامنے اس عظیم الشان رنگ میں پیش کرنے پر مبارک باد دی۔ چنانچہ اس موقع پر بیس عیسائیوں نے بیعت کر کے اسلام میں داخل ہونے کا اعلان کیا۔ الحمد للہ۔

گھانا جیسے ملک میں جہاں مسلمان عیسائیوں سے لڑتے رہتے ہیں بلکہ مسلمان فرقے آپس میں نبرد آزما رہتے ہیں۔ احمدی مسلم جماعت کے امن کے نمونہ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ نیز غیر احمدی مسلمانوں پر یہ بات بھی روز روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے کہ اگر کوئی اسلامی جماعت عیسائیت کا صحیح معنوں میں مقابلہ کر سکتی ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہی ہے۔

جماعت احمدیہ کے خلاف یہ پروپیگنڈہ کیا جاتا رہا ہے کہ احمدی نعوذباللہ گستاخ رسول ہیں۔ مباحثہ کے دوران افراد جماعت احمدیہ نے جس کثرت سے آنحضورؐ پر محبت اور عقیدت سے درود بھیجا اس نے غیر احمدی مسلمانوں کو بہت متاثر کیا۔

اس مباحثہ کے بعد وہ احمدیہ جماعت کے بہت قریب آ گئے ہیں اور اب احمدیت کو اپنا دشمن خیال کرنے کی بجائے دفاع اسلام کا قلعہ خیال کرتے ہیں۔ گھانا کے کئی مشہور اخبارات نے جماعت احمدیہ کی طرف سے ہونے والی امن پسندی کی کوششوں کو بہت سراہا ہے۔ اسلام کے خلاف تو وہ مضامین شائع کرتے ہیں لیکن اب جماعت کی طرف سے دفاع اسلام میں بھجوائے جانے والے مضامین کو بھی شائع کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

اس مباحثہ کے بعد ایک مشہور اخبار "فری پریس" نے لکھا کہ جماعت احمدیہ نے جس مہذب طریق پر مباحثہ منعقد کیا ہے وہ ملک کے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ چنانچہ اس اخبار نے مباحثہ کا مکمل متن قسط وار شائع کیا اور اپنی یہ رائے پیش کی کہ جماعت احمدیہ نے بڑی گہری تحقیق کرنے کے بعد اپنا مدعا پیش کیا ہے جس نے لوگوں کے لئے مزید تحقیق کی راہیں کھول دی ہیں۔

اس کے علاوہ دو اور اخبارات Chronicle اور Positive Vision نے بھی مباحثہ کے مکمل متن کو قسط وار شائع کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مباحثہ کو بہتوں کے لئے ہدایت کا موجب بنا دے۔ آمین۔

خطبہ جمعہ

اب ضرورت ہے کہ اس جماعت کے شوریٰ کے نظام کے چارٹر کو تمام ان زبانوں میں ترجمہ کر کے نشر کیا جائے جہاں جہاں مجلس شوریٰ قائم کی گئی ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۳۱ مارچ ۱۹۹۵ء مطابق ۳۱ امان ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن - (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳۹
(الشوریٰ: ۳۹)

یہ سورہ الشوریٰ کی انتالیسویں آیت ہے جو میں نے ابھی آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "والذین استجابوا لربھم" یعنی وہ لوگ جو اپنے رب کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اور اس کے ارشادات کی پیروی پر ہمہ تن تیار رہتے ہیں "واقاموا الصلوٰۃ" اور نماز کو قائم کرتے ہیں "وامرھم شوریٰ بینھم" اور ان کے معاملات آپس میں مشورے سے طے پاتے ہیں "ومما رزقنٰھم ینفقون" اور جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

آج اس آیت کا انتخاب اس لئے کیا ہے کہ آج پاکستان کی مجلس شوریٰ منعقد ہو رہی ہے اور چونکہ میں خود وہاں ذاتی طور پر ایک عرصے سے شمولیت سے محروم رہا اس لئے انجمن کی ہمیشہ یہ خواہش رہی اور ناظر صاحب اعلیٰ مجھے یہ لکھتے رہے کہ ایسے موقع پر کوئی پیغام بھیج دیا کریں۔ تو پہلے تو پیغاموں پر ہی گزارا تھا اب اللہ تعالیٰ نے یہ فضل فرمایا ہے کہ میں خود اب شوریٰ میں ان کے ساتھ شامل ہو رہا ہوں اور اس خطبے کے ذریعے ان سے ایسے خطاب کر رہا ہوں جیسے ان کے سامنے کھڑا بول رہا ہوں۔ اگرچہ یہ وقت ایسا ہے کہ شاید وہ ایک جگہ سب اکٹھے نہ ہو سکے ہوں کیونکہ پاکستان کے وقت کے لحاظ سے شوریٰ کا اجلاس ختم ہو چکا ہوگا۔ لیکن میں امید رکھتا ہوں کہ بعض ٹولیوں کی صورت میں بعض جگہوں پر مجلس شوریٰ کے ممبران اکٹھے بیٹھ کر بھی اس خطاب کو سن رہے ہونگے۔

اس آیت کریمہ کے اندر جو اور مضامین ہیں ان میں پہلے ایک مضمون کی طرف میں خصوصیت سے توجہ دلانا چاہتا ہوں جو قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت اور اس کے الٰہی کلام ہونے کا ایک عظیم ثبوت ہے۔ تمام قرآن کریم میں جہاں بھی اقامت الصلوٰۃ کا ذکر آیا ہے وہاں "رزقنٰھم ینفقون" کا ذکر اس کے ساتھ ہی باندھا گیا ہے اور آپ کو درمیان میں کوئی فرق دکھائی نہیں دے گا مگر اس آیت میں ایک استثنائی انداز بیان ہے۔ فرمایا "والذین استجابوا لربھم" وہ جو اللہ کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہیں "واقاموا الصلوٰۃ" اور نماز کو قائم کرتے ہیں۔ پھر یہ نہیں فرمایا "ومما رزقنٰھم ینفقون" فرمایا "وامرھم شوریٰ بینھم" ان کے اہم معاملات شوریٰ سے طے پاتے ہیں "ومما رزقنٰھم ینفقون" تو جو کچھ ہم ان کو عطا کرتے ہیں اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔

تو حقیقت میں بنیادی وجہ مشورہ مالی اخراجات ہیں اور اس شوریٰ کا باقی دنیا کی مجالس سے ایک امتیاز دکھا دیا گیا جہاں تمام قوانین کے امور بھی ان کی مجالس شوریٰ ہی طے کرتی ہیں اور Elected Bodies خواہ وہ کسی طریق پر منتخب ہوئی ہوں یعنی ڈیماکریسی کے ذریعہ جو قانون کا گھر بنایا جاتا ہے۔ اس کو اختیار ہوتا ہے کہ ہر قسم کے قوانین بھی وہ خود بنائے مگر مسلمانوں کی شوریٰ میں قانون سازی کا کوئی موقع نہیں نہ اس کا ذکر ممکن ہے کیونکہ صاحب امر ہے اس نے قانون جاری فرما دئے ہیں لیکن چونکہ دو بنیادی ستون ہیں ہر مجلس شوریٰ کے خواہ اس کا نام مجلس شوریٰ ہو یا پارلیمنٹ رکھا جائے اول قانون سازی عمومی معاملات سے تعلق رکھنے والی اور سب سے اہم بات بجٹ ہے۔

بجٹ بنانا تمام سال کی ان کی مجالس کی دلچسپیوں میں سب سے اہم واقعہ ہوتا ہے اور بجٹ کے اجلاس کو ساری دنیا کے اخبار اپنے اپنے ملکوں میں اچھالتے ہیں یعنی سب دنیا کے ملکوں کے اخبار اپنے اپنے دائرے میں اچھالتے ہیں۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن بھی آج کل تبصروں میں لگ جاتے ہیں جب کہ روزمرہ کے قانون سازی کے امور ہیں ان کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی، بعض دفعہ خاص موقعوں پر دے بھی دی جاتی ہے یا دی نہیں جاتی ہے لیکن مالی اخراجات سب سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ پس مسلمانوں کے لئے شوریٰ کے دوران چونکہ قانون سازی ان معنوں میں تو ممکن ہی نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی شریعت میں کوئی دخل دیں اور اس میں کچھ اضافے کریں۔ یا ان میں سے کوئی کمی تجویز کریں وہ تو دائمی شریعت ہے۔ پس سب سے اہم چیز باقی رہ جاتی ہے وہ بجٹ ہے اور مالی معاملات پہ غور کرنے کے لئے وہ آپس میں مشوروں کے بعد فیصلے کرتے ہیں اور اس پہلو سے ساری قوم اعتماد میں آجاتی ہے۔ اور بعینہ یہی نظام ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ میں ہر جگہ قائم ہے تو بیچ میں "امرھم شوریٰ بینھم" کو داخل کرنا بہت ہی اہم مضمون ہے۔

اس مضمون سے تعلق میں مزید جو باتیں میں آپ کے سامنے رکھنی چاہتا ہوں وہ یہ ہیں کہ دو طرح کی آیات ہیں یا دو آیات ہیں جو شوریٰ کے مضمون پر خصوصیت سے روشنی ڈالنے والی ہیں۔ ایک حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے اور ایک امت کے عمومی حوالے سے ہے۔ یہ جو آیت میں نے پڑھی ہے یہ امت کے حوالے سے ہے جہاں تک مالی اخراجات کے آخری فیصلے کا اختیار ہے وہ حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ ہی کو حاصل رہا اور آپ ہی یہ فیصلے فرمایا کرتے تھے اور جو مشورہ کرتے تھے وہ پارلیمنٹ کے مشورے کی طرح نہیں تھا کہ جو مشورہ دیا جائے اس پر ضرور عمل کریں۔ آپؐ کے متعلق خدا تعالیٰ نے دوسری جگہ یہ فرمایا ہے "فبما رحمة من اللہ لنت لھم" کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہ خاص اللہ کی رحمت ہے تجھ پر کہ تو ان کے لئے نرم ہو گیا ہے۔ اور خاص رحمت اور نرمی کا صحابہ کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تعلق میں کیوں ذکر فرمایا گیا سب سے پہلے تو یہ بات قابل غور ہے۔

صحابہ ایک ایسی اکھڑ قوم سے آئے تھے جو بہت انانیت رکھتی تھی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں خود سری اور عزت نفس کے معاملات اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور عزت نفس کے تعلق میں بعض ایسی جنگیں بھی ہوئی ہیں عربوں کے درمیان، کہ معمولی سی بات کے نتیجے میں دو دو سو سال تک جنگ جاری رہی اور قبائل کی دشمنیاں قدیم سے چلتی چلی جا رہی تھیں۔ پس یہ وہ قوم تھی جس میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے قدم رکھا اور ان کے بغضوں کو ٹھنڈا کر دیا۔

"لنت لھم" میں ایک معنی یہ ہے کہ ان کا علاج غیر معمولی محبت اور شفقت تھا اس کے بغیر ان کے سخت دلوں کی اصلاح ممکن نہیں تھی۔ پس خدا نے تجھے وہ غیر معمولی صلاحیت عطا فرمائی ہے کہ جس کے ذریعہ ایسی پتھر دل قوم کو بھی تو موم کی طرح پگھلا رہا ہے اور اگر تو ان کے دلوں کا علاج نہ کرتا اور ایک عام آدمی کی طرح ان جیسا ہی خلق دکھاتا تو یہ تجھے چھوڑ کر تجھ سے دور بھاگ جاتے۔ اس مضمون میں اس عظیم انقلاب کو مختصر لفظوں میں بیان فرما دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے عربوں کی سرشت میں پیدا کر دیا ہے۔ جو سینکڑوں سال سے یا ہزار سال سے بھی زیادہ عرصے سے ان کی فطرت ثانیہ بن چکے تھے ان رجحانات کو تبدیل کر دیا ہے اور تھوڑے عرصے کے اندر یہ عظیم انقلاب برپا کیا ہے۔ وہ غیر معمولی نرمی اور شفقت تھی آپ کی جس کی وجہ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان کے دل جیتے ہیں تب وہ اس قابل ہوئے ہیں کہ اپنی گردنیں محمدؐ رسول اللہ کے حکم اور خدا کے حکم کے سامنے جھکائیں۔

دلوں کے جیتے بغیر استجابت کا مضمون نہیں بنتا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جب تک دل مائل نہ ہوں اس وقت تک صحیح معنوں میں حکم کی پابندی ممکن ہی نہیں ہے۔ بعض لوگ جو بڑبڑاتے ہوئے کام کرتے ہیں اور اعتراض بھی کرتے جاتے ہیں کہ جی ہم حکم تو مانتے ہیں مگر۔ ان کی ساری طاقتیں اس حکم کے خلاف کام کر رہی ہوتی ہیں۔ لیکن ظاہری طور پر جسم اس کے مطابق کام کر رہا ہوتا ہے اور ان کے اس تعاون میں کوئی بھی برکت باقی نہیں رہتی۔ اس لئے استجابت کا جو اصل مضمون ہے جو میں نے اس آیت کے حوالے سے پیش کیا تھا وہ یہ ہے کہ اپنی تمام طاقتوں سے خواہ وہ قلبی ہوں یا دماغی ہوں یا روحانی ہوں یا جسمانی ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اطاعت کی گردن جھکا دیتے ہیں یہ ہے استجابت۔ تو اس استجابت کے لئے حضرت محمدؐ رسول اللہ نے ان کو تیار کیا ہے۔ اور یہ اللہ کی خاص رحمت تھی جو آپ کو خلق عظیم عطا فرمایا اور اس نتیجے میں پھر ان دلوں کو، ان سنگ دلوں کو موم میں تبدیل کیا، پگھلایا اور جانثاروں میں تبدیل کر

دیا۔

دوسری جگہ قرآن کریم نے اسی مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے:

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝

(سورہ حٰم سجدہ: ۳۶،۳۵)

کہ دوستوں کے دل جیتنا اگر وہ سخت دل ہوں یہ بھی مشکل کام ہے۔ بعض دوستوں کے دل بظاہر انسان جیت لیتا ہے لیکن ایک وقت کا استغناء، ایک وقت کی بے اعتنائی انہیں پھر دھکا دے کے دور پھینک دیتی ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ۔

اک ذرا سی بات پر برسوں کے یارانے گئے

یہ عجیب دوستی تھی کہ چھوٹی سی بات پر برسوں کی دوستیاں ٹوٹ گئیں اور یارانے ختم ہو گئے۔ اور انسان اس معاملہ میں تمام دوسری مخلوقات سے زیادہ بے وفائی دکھانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ چنانچہ ایک فارسی رباعی میں انسان کا کتے سے موازنہ کیا گیا ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ دیکھو ایک کتا وہ چیز ہے کہ جس کو تم ایک روٹی ڈال دو پھر سو پتھر اس کو مارو تو وہ تمہیں نہیں کاٹے گا۔ دینے والے ہاتھ کا لحاظ کرے گا اور انسان ایسی چیز ہے کہ اس پر سو (۱۰۰) احسان کرو اور ایک بے اعتنائی کرو تو وہ تم پر پتھراؤ شروع کر دے گا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی میں سوائے ایک دو واقعات کے کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مشوروں کا لحاظ نہ فرمایا ہو اور ایک واقعہ جہاں اپنے فیصلے پر اصرار فرمایا ہے اور پھر آسمان سے گواہی اتری کہ وہی فیصلہ درست تھا

تو ایسی قوم تھی عرب جو اس انسانی سرشت میں سب دوسرے انسانوں اور سب قوموں سے آگے بڑھ گئی تھی اس کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اطاعت پر آمادہ فرمایا ہے دل جیت کر۔ اس مضمون کا شوریٰ سے کیا تعلق ہے وہ میں آگے جا کر بیان کرتا ہوں۔ "فاعف عنهم" پس تو نے دل تو رام کر لئے لیکن تجھ میں تو وہ طاقت ہے کہ تو دشمنوں کے دل بھی رام کر سکتا ہے۔ اپنوں نے تو تیرا فدائی ہونا ہی تھا۔ "فاذا الذی بینک وبینه عداوة" خدا تعالیٰ فرما رہا ہے اگر تم ان ہدایتوں پر عمل کرو جو میں دے رہا ہوں تو اچانک دیکھو گے کہ جو تمہارے جان کے دشمن ہیں وہ جان نثار دوست بن جائیں گے۔ خون کے پیاسے خون نچھاور کرنے والے بن جائیں گے۔ لیکن یہ نصیب انہیں لوگوں کو ہو سکتا ہے جو بہت صبر کرنے والے ہوں اور یہ اس شخص کے حصے میں خصوصیت سے سعادت آئی ہے جس کو خدا نے غیر معمولی اخلاق کا حصہ عطا فرمایا ہے۔ "ذو حظ عظیم" اور یہاں حضرت محمدؐ رسول اللہ مراد ہیں۔ پس آپ نے پہلے اخلاق سے محبت اور پیار سے ان کے اندر پاک تبدیلیاں پیدا فرمائیں، ان کے دل جیت لئے۔ اس کے بعد بھی کمزوریاں ہوتی رہتی ہیں، غلطیاں رونما ہوتی ہیں تو فرمایا "فاعف عنهم" ان سے عفو کا سلوک کرو "واستغفر لهم" اور ان کو بخش نہیں فرمایا، ان کے لئے اللہ سے بخشش طلب فرما۔ یہ بھی الٰہی کلام ہونے کا ایک عجیب نشان ہے ورنہ عام طور پر یہی زبان پر آتا ہے کہ ان سے عفو کر ان کو بخش دے۔ فرمایا عفو کر اور بخشنے کا معاملہ تو خدا کے ہاتھ میں ہے۔ کئی ایسی غلطیاں بھی ہو سکتی ہیں کہ انسان عفو سے کام لے مگر اللہ معاف نہ کرے اس لئے فرمایا "واستغفر لهم" ان کے لئے اللہ سے بخشش طلب کرتا رہ۔

"وشاورهم في الامر" یہ وہ لوگ ہیں جن سے مشورہ کرنا ہے۔ اگر اس پاک تبدیلی کے بغیر مشورہ ہو تو مشورے کی قیمت بھی کچھ نہیں رہتی۔ وہ جن کے دلوں میں عناد ہو جن کے دلوں میں سختیاں ہوں ان سے مشورے کریں تو بات بات پر جنگیں چھڑ جاتی ہیں، لڑائیاں ہو جاتی ہیں، مجالس کے مزاج بگڑ جاتے ہیں اور باوجود اس کے کہ جماعت احمدیہ میں ایک لمبے عرصے کی شوریٰ کی تربیت ہے ذرا آپ نگرانی کم کریں تو ایسے واقعات شروع ہو جاتے ہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف بعض دفعہ بد خلقی سے کام لیا جاتا ہے۔ تو یہ وہ موقع ہے جس کے متعلق عفو کا ذکر ملتا ہے لیکن ایک حد تک۔ اور یہ غلطیاں ایسی بھی ہو سکتی ہیں کہ جو خدا کو اس طرح ناراض کر لیں کہ پھر انسان کا عفو کسی کے کام نہ آئے جب تک اللہ سے اس کی مغفرت طلب نہ کی جائے اس وقت تک اس کا یہ گناہ کہ اس نے ایک مشورے کے موقع پر ایک اہم قومی معاملے میں ایسا رویہ اختیار کیا جس سے دلوں کے جوڑنے کی بجائے دلوں کے پھٹنے کے سامان پیدا ہو گئے، یہ بعض دفعہ اتنا بڑا گناہ بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ کبائر گناہ میں لکھا جاتا ہے۔

اس موقع پر فرمایا کہ تیرا عفو، تیری رحمت جو ہے وہ اتنی بڑھ چکی ہے کہ ان لوگوں کے لئے بھی تو بے چین رہتا ہے کہ کسی طرح ان کو معافی مل جائے۔ پس تو پھر خدا سے بخشش طلب کر کیوں کہ تیری دعاؤں کے نتیجے میں بعض دفعہ ایسے ایسے گنہگار بھی بخشے جا سکتے ہیں اور فرمایا "شاورهم في الامر" ان سے مشورہ طلب کر۔ اب عرب تو مزاج کے ایسے ٹیڑھے تھے کہ ان سے مشورہ طلب کیا جاتا اور نہ مانا جاتا تو بھڑک اٹھتے تھے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول نے جو حد سے زیادہ بے حیائی اور بے وفائی کا معاملہ کیا اور جنگ احد میں اپنے ساتھی لے کر میدان جنگ سے خطرے کے وقت پیچھے واپس مڑ گیا۔ ایک بنیادی وجہ تھی کہ میں نے مشورہ دیا تھا کہ مدینہ میں رہ کر مقابلہ کرو اور محمدؐ رسول اللہ نے میری بات نہیں مانی او دوسروں کی بات مان لی اور باہر نکل کر اب لڑائی کے لئے آ گئے ہیں۔ اپنے ساتھیوں کو کہا چلو ہم واپس چلتے ہیں۔ یہ مزاج تھا جبکہ کافی اس مزاج کو ہموار کیا جا چکا تھا پہلے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان کو ذہنی، قلبی، روحانی طور پر مشورہ دینے کے لئے تیار نہ کر چکے ہوتے تو یہ حکم آ نہیں سکتا تھا کہ "شاورهم في الامر" اور اس حد تک کامیاب ہوئے ہیں کہ اس کے بعد فرمایا ہے "فاذا عزمت فتوكل على الله" تو مشورہ لے، مگر فیصلہ تو کرے گا۔ جب تو فیصلہ کر لے کہ کس مشورے کو قبول کرنا ہے کس کو نہیں کرنا۔ سب کو رد کرنا ہے اور ایک نئی بات پیدا کرنی ہے یا ان کے مطابق عمل کرنا ہے تو وہ فیصلہ جس کی خدا حمایت کرے گا وہ شوریٰ نہیں ہے وہ تیرا فیصلہ ہے۔ "فاذا عزمت فتوكل على الله" پھر اللہ وعدہ کرتا ہے کہ تیرے فیصلے کی پشت پناہی فرمائے گا اور اس کی تائید کرے گا۔

تو یہ مجلس شوریٰ ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے جاری فرمائی گئی لیکن یہ ایک مجلس نہیں ہے۔ یہ ایسی مجلس ہے جو سارا سال ہمہ وقت جاری رہتی ہے، جاری رہی۔ یعنی حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے سال کا کوئی ایک دن مقرر نہیں فرمایا تھا کہ آج مجلس شوریٰ ہوگی۔ ہر اہم معاملے میں جس میں آپ سمجھتے تھے کہ مشورہ ہونا چاہئے۔ آپ بعض دفعہ زیادہ کو بلا لیا کرتے تھے، بعض دفعہ کم کو بلا لیا کرتے تھے، بعض دفعہ اعلان عام فرما دیتے تھے کہ لوگ اکٹھے ہو جائیں مشورہ کرنا ہے۔ تو کئی طریق تھے شوریٰ کے اور یہ انتخابی طریق جو آج کل رائج ہے یہ من و عن اس طرح رائج نہیں تھا کیونکہ اس وقت اس کی نہ ضرورت تھی اور نہ غالباً ان حالات میں یہ موزوں تھا اگر ہوتا تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وہی کرتے۔ آنحضرتؐ کے وجود کے گرد سارے صحابہ اس طرح گھوم رہے تھے جس طرح محور کے گرد سیارے گھومتے ہیں اور ایک ہی مرکز تھا، فیصلے کا بھی مرکز وہی تھا اور حوالے دینے کا بھی وہی مرکز تھا۔ وہ چاہتا تو دوسرے ارد گرد گھومنے والوں سے بات پوچھتا، مشورہ لیتا۔ چاہتا تو اسے نظر انداز کر دیتا۔ اور فیصلے کی طاقت، قوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تھی مگر آپ نے جو نمونہ دکھایا وہ آئندہ سب فیصلہ کرنے والوں کے لئے رہنما بن گیا۔

آپ نے فیصلوں کو ہمیشہ توقیر کی نظر سے دیکھا ہے اور یہ "لنت لهم" کے مضمون میں داخل بات ہے۔ کوئی ایسا شخص جس کو آخری فیصلے کا اختیار ہو، مشورے کے لئے لوگوں کو بلائے اور ہر دفعہ بے اعتنائی کرے اور آخر پر تان اس بات پر ٹوٹے کہ فیصلہ تو میں نے کرنا ہے ناں ٹھیک ہے جو تم نے کہہ دیا ختم۔ تو یہ بھی ایسا نظام نہیں جو باقی رہ سکے، قائم رہ سکے۔ اور اس آیت کے شروع حصے میں جو تنبیہہ کی گئی ہے "لانفضوا من حولک" ایسے مشیر پھر ایسے شخص کے ارد گرد سے دور بھاگ جاتے ہیں۔ اس لئے وہاں بھی "لنت" کا مضمون اس میں داخل ہے۔ اس شخص کو اختیار ملا ہے جو سب سے زیادہ رحم کرنے والا اور سب سے زیادہ با اخلاق تھا اور لوگوں کے ساتھ تحکمانہ سلوک کا عادی نہیں تھا بلکہ جانتے ہوئے کہ حکم آخری صورت میں میرے ہاتھ میں ہے پھر بھی ان سے نرمی سے بات کر کے ان سے مشورے طلب کرتا تھا اور جہاں تک ممکن ہو ان کے مشوروں کا لحاظ کرتا تھا۔

پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی میں سوائے ایک دو واقعات کے کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مشوروں کا لحاظ نہ فرمایا ہو۔ اور ایک واقعہ ہے جہاں اپنے فیصلے پر اصرار فرمایا ہے اور پھر آسمان سے گواہی اتری کہ وہی فیصلہ درست تھا اور جو اس فیصلے میں اس مشورہ میں ساتھ شامل نہ ہوئے وہ ہمیشہ اس بات پر پچھتاتے رہے اور یہ صلح حدیبیہ کا موقع ہے۔ میدان

MARMALADE - YOGHURT - KONFITURE

FILLER

FULLY AUTOMATIC FILLING AND SEAMING
HAMBA 2400 TUMBLE FILLER
OUTPUT: 2.400 TUMBLER PER HOUR
VOLUME: 55mm/75mm ALSO 95 mm
REQUIREMENT: 3 kw - WEIGHT: 600 kg
FOR FURTHER INFORMATION, PLEASE CONTACT:

2nd HAND MAC

BONGARTSTR. 42/1, 71131 JETTINGEN, GERMANY
TELEPHONE AND FAX NO. 07452/78184

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3611

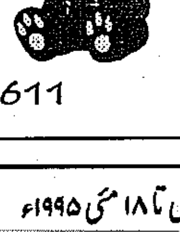

حدیبیہ میں جب آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کے رفقاء عمرے اور حج کی نیت سے مکہ کی راہ میں حدیبیہ کے مقام پر روک دیئے گئے اور کفار مکہ نے کہا کہ نہیں آگے قدم نہیں بڑھانا۔ اگر تم اب اس سے آگے بڑھے اور مکے میں عمرے اور حج کی نیت سے داخل ہونے کی کوشش کی تو پھر خون بہے گا۔ تلوار کے زور پر کرنا ہے تو کرو اس طرح ہم اجازت نہیں دیں گے۔ اس موقع پر تمام صحابہ بلا استثناء اس بات کے قائل تھے اور یہی مشورہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بڑے اصرار سے دیا کہ خدا نے ہمیں خبر دی ہے کہ ہم نے عمرہ کرنا ہے یا بیت اللہ کا طواف کرنا ہے۔ یہ کون ہوتے ہیں ہمیں روکنے والے۔ جان کی بات ہے تو ہم اپنی جانیں پیش کرتے ہیں۔ خون کی بات ہے تو ہمارا قطرہ قطرہ اس میدان میں بہہ جائے ہمیں کوئی گریز نہیں ہے۔ اس لئے آپ فیصلہ فرمائیں اور ہم آگے بڑھیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تمام فیصلے کو رد کر دیا، ایک بات نہیں مانی، سب باتوں کو رد کر دیا اور فرمایا جو خدا مجھے بتاتا ہے، خدا نے جو مجھے سمجھایا ہے وہ تو یہی ہے کہ اگر راہ میں خطرہ ہو تو حج فرض نہیں رہتا۔ راستہ محفوظ نہ ہو تو حج کیسا اور عمرہ کیسا وہ تو اس کی تیاری کے لئے ایک پہلا حصہ تھا۔ اصل مقصد یہ تھا کہ پہلے لمبے عرصہ تک وہاں قیام ہو پہلے عمرہ کیا جائے پھر حج کا موسم آجائے تو حج بھی کریں اور پھر واپس آئیں۔ تو صحابہ اس قدر اپنے مشورہ پر مصر تھے کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اٹھو اور اپنی قربانیاں ذبح کر دو۔ تو سارے صحابہ کی تاریخ میں ایک ہی صرف واقعہ ہے کہ اس پر فوراً لبیک نہیں کہا اور مشورہ جو ہے یہاں، میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اہل تقویٰ جو بہت بلند مقام تک پہنچائے گئے تھے ان کو مشورہ رد کرنے کے نتیجے میں یہ صدمہ نہیں پہنچا تھا۔ یہ عرب مزاج نہیں ہے جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ مشورہ رد کر دو تو غصہ آجائے۔ اس لئے صحابہ کی شان میں کوئی غلط تصور نہ باندھیں۔ یہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے عشق میں اور ایمان کے اس تصور کے نتیجے میں ان سے یہ حرکت ہوئی کہ محمدؐ رسول اللہ کو جب خدا نے بتا دیا ہے تو وہ خود ہی فیصلہ فرمائے گا اور یہ ہو نہیں سکتا کہ حج نہ ہو۔ اور اگر ہم نے حج کئے بغیر واپسی کی تو دشمن محمدؐ رسول اللہ پر ہنسے گا اور آپ پر باتیں بنائے گا۔

جو قرآن کی امتیازی شانیں ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے۔ مشورے کا اور شوریٰ کا جو نظام وقت کے امام اور عامۃ المسلمین کے حوالہ سے کھول کر بیان فرمایا گیا ہے اس کی کوئی نظیر دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتی

میں یہ سمجھتا ہوں کہ سو فیصدی ان کا اس وقت مختل ہو جانا اور مخبوط الحواس ہو جانا اس عشق کی ایک بڑی صورت کی وجہ سے تھا جس میں وہ توازن نہیں تھا جو محمدؐ رسول اللہ کے اندر تھا۔ پس آپ نے جب دیکھا تو حیران رہ گئے کہ کبھی ایسا واقعہ نہیں گزرا تھا کہ کسی ایک صحابی نے بھی آپ کے حکم سے روگردانی کی ہو اور یہاں پوری صحابہ کی جماعت ہے۔ عظیم کبیر صحابہ اپنی جانیں، خون چھڑکنے والے، جان فدا کرنے والے سب ایسے جیسے فالج ہو گیا ہو وہیں بیٹھے رہ گئے اور کوئی نہیں اٹھا۔ اس پر آپ اپنے خیمے میں آئے۔ امہات المومنین میں سے ایک تھیں ان سے کہا یہ کیا ہو گیا ہے، میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ یہ نافرمان لوگ نہیں ہیں۔ صدمے کی حالت سے ان کے دماغ مختل ہو چکے ہیں۔ آپ جایئے اور اپنی قربانی کی گردن پر چھری پھیریئے پھر دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ اب یہاں بھی ایک مشورہ مانگا گیا ہے۔ یہ مشورے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ ایک عورت کا مشورہ دیکھیں کتنا عظیم مشورہ ثابت ہوتا ہے اور ان صحابہ سے ہر نافرمانی کا داغ دھونے والا مشورہ ثابت ہو جاتا ہے۔ ایک مشورہ ہے جو اجتماعی ہے جسے رد کیا جا رہا ہے اور اس رد ہونے کی وجہ سے وہ مشورہ ان پر ایک داغ ڈال دیتا ہے۔ ایک تنہا عورت کا مشورہ ہے جسے قبول کیا جا رہا ہے اور ان کے سارے داغ دھو دیتا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے چھری لے کر اپنی قربانی کی طرف بڑھے ہیں صحابہ کہتے ہیں یوں لگا جیسے اچانک آنکھ کھل گئی ہے، ہوش آگئی ہے کہ کیا ہو رہا ہے۔ روتے روتے گریہ وزاری کرتے ہوئے اس طرح قربانیوں کے اوپر لپکے ہیں کہ نہیں کہا جا سکتا کہ قربانیوں کی درد کی کراہیں اونچی تھیں یا ان کا شور زیادہ تھا۔ یقیناً ان کی گریہ وزاری نے قربانیوں کی کراہوں کو بھی دبا دیا تھا۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ اگر اس میدان میں شور تھا تو ان صحابہ کے اندرونی طور پر ذبح ہونے کا شور تھا۔ پس یہ میں اس لئے وضاحت کر رہا ہوں کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس واقعہ کو نافرمانی کی فہرستوں میں شمار کرنا چاہئے یا اس عرب جہالت کی طرف اسے منسوب کرنا چاہئے جس میں مشورے کو رد کرنے کے نتیجے میں بڑے سخت رد عمل ہوا کرتے تھے۔ اور اس کے سوا کوئی واقعہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مشورہ کلیۃً قبول کیا ہو یا جزوی طور پر قبول کیا ہو کبھی کسی ایک صحابی نے بھی اس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض کیا ہو۔ تو "فاذا عزمت" میں جو حق محمدؐ رسول اللہ کو دیا گیا تھا۔ وہ ہمیشہ کلیۃً محمدؐ رسول اللہ ہی کے ہاتھ میں رہا اور آپ ہی پر درحقیقت خدا نے اعتماد فرمایا ہے کہ تو اس قوم کا مرکزی نقطہ ہے، تیری فراست پر میں اعتماد کرتا ہوں۔ مشورہ ضرور کر کیونکہ انسان کی صلاحیتوں کو چمکاتا ہے اور کئی قسم کی ایسی کوتاہیوں سے انسان کو بچا لیتا ہے۔ جو بشری کمزوریوں سے تعلق رکھتی ہیں۔

خلیفہ وقت وہ ایک ہی وجود ہے جس کے ساتھ ساری جماعت کا ایک قلبی تعلق ہے اور قلبی تعلق اتنا گہرا ہے کہ جیسے بچے کا باپ سے ہو

پس یہ مضمون جو ہے مشورہ کا اور خدا پر توکل کرنے والا یعنی "عزمت" والا مضمون اس کا پہلے مضمون سے بھی ایک تعلق ہے۔ "فاعف عنہم واستغفرلہم" یہ لوگ جس طرح غلطیاں کرتے ہیں، کمزوری دکھاتے ہیں تو ان سے صرف نظر فرما اور ان کے لئے بخشش طلب کر، میں تجھ سے یہ سلوک کروں گا کہ تیرے فیصلوں کی حفاظت کروں گا اور کوئی ایسا تو فیصلہ نہیں کرے گا جس پر تجھے بخشش کی ضرورت ہی پڑے اللہ تیری حفاظت فرمائے گا کیونکہ تو تو دوسروں کی کوتاہیوں کے لئے مجسم بخشش کا سوال بن چکا ہے تو تیرے دائرے میں میرا یہ فیصلہ ہے کہ تو جو بھی فیصلہ کرے گا وہ میرا فیصلہ ہو گا اور میں اس کی پشت پر کھڑا ہو جاؤں گا اور اس کو سچا ثابت کر دکھاؤں گا۔ "فتوکل علی اللہ" پس اللہ پر توکل کرو "ان اللہ یحب المتوکلین" یقیناً اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے بہت محبت رکھتا ہے۔

مجلس شوریٰ کا جو نظام جماعت احمدیہ میں اس طریق پر رائج ہے جو آج کل ہم دیکھ رہے ہیں اور اس کا آغاز دراصل حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹۲۲ء میں کیا۔ ۱۹۲۲ء میں پہلی بار باقاعدہ ایک انسٹی ٹیوشن کے طور پر مجلس شوریٰ وجود میں آئی ہے۔ اور بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ بحیثیت انسٹی ٹیوشن اس کا وجود میں آنا انتہائی ضروری تھا کیونکہ مالی معاملات ایسی نوعیت اختیار کر رہے تھے کہ جس کے نتیجے میں محض اتفاقاً کبھی اس سے مشورہ کر لینا، کبھی اس سے مشورہ کر لینا کافی نہیں تھا بلکہ ساری جماعت کو جو چندہ دہندہ ہے اس کو اعتماد میں لینا اور ان امور پر فیصلوں میں ان کے مشورے طلب کرنا ضروری تھا۔ اور یہی مجلس شوریٰ ہے جو اب برکت پا کر پھولتی پھلتی رہی اور اب خدا کے فضل سے بہت سی دنیا کے ممالک میں بعینہ اسی مجلس شوریٰ کے نمونے قائم ہو چکے ہیں۔

پس آج جبکہ میں ربوہ کی مجلس شوریٰ سے مخاطب ہوں تو درحقیقت کل عالم میں جہاں جہاں بھی یہ آواز پہنچ رہی ہے اور ہر خطے میں پہنچ رہی ہے وہاں بھی جو جماعت کے دوست سننے والے ہیں، میں ان سب سے دراصل مخاطب ہوں اور یہ مجلس شوریٰ دراصل ایک عام عالمی شوریٰ کا رنگ اختیار کر چکی ہے۔ تو اس پہلو سے میں چند باتیں آپ کو یاد دلانی چاہتا ہوں۔ یہ دو دو الگ الگ ذکر ہیں۔ ایک ہے "شوریٰ بینہم" اور ایک ہے "شاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ" تو کیا یہ مضمون صرف حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے خاص تھا کہ جب تک تو ان لوگوں میں رہے مشورہ کر اور پھر فیصلہ تو کر اور اللہ پر توکل کر یا یہ ہمیشہ کے لئے اسلام کے مرکز پر فائز خدا کے نمائندے کے لئے بھی تھا جس نے بعد میں خلیفہ بن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی جوتیوں کے غلام کی حیثیت سے اس منصب پر فیصلے دینے تھے، یہ اہم فیصلہ ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے جو سمجھا وہ یہی تھا کہ یہ ان احکامات میں سے ہے جو منصبی احکامات صرف نبوت سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ نبوت کے بعد نبوت کے مقاصد کو آگے بڑھانے کے لئے جو بھی نظام وجود میں آئے گا یا آنا تھا اس نظام پر فائز انسان کے ساتھ بھی یہ حکم تعلق رکھتا ہے۔ اور شوریٰ کا یہ حکم کہ آخری فیصلہ صاحب امر کرے گا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی کے ساتھ ختم نہیں ہوا بلکہ جاری رہا۔ اس کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ نے اسی شوریٰ میں جو فرمایا وہ یہ تھا۔

> "اسلام وعدہ کرتا ہے کہ اسے (یعنی خلیفہ وقت کو) خدا تعالیٰ کی طرف سے خاص نصرت حاصل ہوگی۔ پس اس کو اختیار دیا گیا ہے کہ اگر وہ کسی خاص ضرورت سے جو نہایت اہم ہو مشیر کاروں کی کثرت رائے کے فیصلے کو رد کر دے تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ پس وہ خود مختار ہے ان معنوں میں کہ وہ شوریٰ کے فیصلوں کو مسترد کر سکتا ہے اور وہ پابند ہے ان معنوں میں کہ وہ اسلام کے مقرر کردہ نظام کے ماتحت ہے جسے بدلنے کا اسے کوئی اختیار نہیں ہے"۔

پس اس آیت کی تشریح میں جو میں نے عرض کیا بعینہ حضرت مصلح موعودؓ کا موقف یہی تھا دراصل۔ امر تو خدا کے ہاتھ میں تھا اور ہے اور ہمیشہ رہے گا اور شریعت کے امور میں جو دائمی فیصلے ہو چکے ہیں انہیں

Earlsfield Properties
RENTING AGENTS 081 877 0762
PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

SUPPLIERS OF FROZEN AND FRIED MEAT SAMOSAS, VEGETABLE SAMOSAS, CHICKEN SAMOSAS & LAMB BURGERS - PARTIES CATERED FOR
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD, LONDON SW19 9TT - TEL: 081 543 5882

دنیا کا کوئی انسان بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا اور یہی فرق ہے خلیفہ اور ڈکٹیٹر میں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ خلیفہ کو تم نے اتنے اختیار دے رکھے ہیں یہ تو ڈکٹیٹر ہو گیا۔ وہ ڈکٹیٹر کیسا ہے جس کے اوپر ساری دنیا کا بادشاہ ہر وقت نگران کھڑا ہے اور ہر بات میں وہ خدا کو جوابدہ ہو۔ دنیا کے سامنے جواب دہ ہونا خواہ وہ کیسا ہی جابر بادشاہ ہو جس کے سامنے کوئی جوابدہ ہو کوئی اتنا مشکل کام نہیں کیونکہ انسان دنیا کو دھوکے دے سکتا ہے، تاویلیں اختیار کر سکتا ہے۔ فرضی بہانے بنا کر اپنے جرم کی پردہ پوشی کر سکتا ہے لیکن خدا کے سامنے تو کوئی بہانہ نہیں چل سکتا۔

ہر جماعت کے ایسے فرد کہ جو شوریٰ کا اہل ہو خواہ وہ شوریٰ کا ممبر ہو یا نہ ہو اس کے علم میں ہونا چاہئے کہ کس قسم کی تم سے توقعات ہیں

پس اسی شوریٰ میں حضرت مصلح موعودؓ نے یہ بھی اعلان فرمایا کہ دیکھو مجھے ایک اختیار ہے جو بظاہر تم سے بالا ہے مگر تم نہیں جانتے کہ تم انسانوں کے سامنے جوابدہ ہو اور میں خدا کی جبروت کے سامنے جواب دہ ہوں۔ اس لئے ممکن نہیں ہے کہ میں اس جواب دہی کے تصور کے ہوتے ہوئے کسی قسم کی زیادتی کا کوئی تصور بھی کر سکوں، سوچ بھی سکوں ایسی بات۔ لیکن اس کے علاوہ آپ نے اس استنباط کو اسلامی تاریخ سے بھی ثابت کیا۔ آپ نے فرمایا دیکھو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وصال کے بعد خلفاء نے بھی بعینہٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا طریق اختیار کرتے ہوئے شوریٰ بلائی۔ بعض دفعہ اعلان کے ذریعے، بعض دفعہ چند صحابہ کو یا صائب الرائے لوگوں کو بلایا لیکن فیصلہ خلیفہ خود کرتا تھا۔

ایک مثال اس کی آپ نے حضرت عمرؓ کے زمانے سے دی ہے کہ جب ایران کے ساتھ جنگ ہو رہی تھی تو اس وقت ایک ایسا خطرناک موقع درپیش تھا کہ حضرت عمرؓ سے وہاں کے موقع کے جرنیل نے یہ گزارش کی کہ اگر فوری طور پر آپ نے کمک نہ بھجوائی تو یہ زندگی اور موت کا مسئلہ بن چکا ہے، ایرانی فوج کو ہم زیادہ دیر روک نہیں سکتے۔ وہ عرب میں داخل ہو جائے گی اور پھر بہت بڑی تباہی کا خطرہ درپیش ہے۔ اور اس حادثے میں بھی جو پیش آیا تھا جس کے اوپر یہ مسلمانوں کو مشکل پیش آئی اس میں بھی بہت سے مسلمان وہاں شہید ہو گئے تھے۔ فیصلہ یہ ہو رہا تھا کہ کیا خلیفہ وقت خود شامل ہو یا محض کمک بھیجے اور کسی اور کو ساتھ بھیج دے۔ اور تمام صحابہ کا یہ مشورہ تھا کہ اتنا اہم موقع ہے کہ خلیفہ وقت کو خود وہاں جا کر حوصلہ افزائی کرنی چاہئے اور اس کے نتیجے میں اس کی برکت سے بھی کایا پلٹ جائے گی۔ ایک شخص تھا جو خاموش کھڑا تھا وہ حضرت علی تھے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عمرؓ کی نظر ان پر پڑی۔ آپ نے پوچھا علی آپ کیوں خاموش ہیں۔ آپ کی خاموشی سے میں سمجھ رہا ہوں کہ آپ کی رائے کچھ مختلف ہے تو بتائیں آپ کی کیا رائے ہے۔ انہوں نے کہا میری رائے یہ ہے کہ اب وہ ایسا وقت آ چکا ہے کہ خلیفہ وقت کو خود اب میدان جنگ میں نہیں جانا چاہئے کیونکہ ایک میدان جنگ نہیں، ایک ذمہ داری نہیں، دنیا میں ہر سو کئی قسم کے میدان جاری ہیں۔ اگر خلیفہ اپنے آپ کو ایک میدان میں جھونک دے گا تو باقی سب جتنے بھی مقابلے اور مجاہدے ہو رہے ہیں ان کی نگرانی سے الگ ہو جائے گا اور بہت بڑا خطرہ ہے یہ کہ اگر خدانخواستہ وہاں کچھ ہو جائے تو پھر سارے عالم اسلام کو نقصان پہنچ جائے گا اس لئے آپ کو وہاں شامل نہیں ہونا چاہئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب صحابہ کی رائے رد کر دی اور اس رائے کو قبول کر لیا۔

ایک اور واقعہ جس کا ذکر حضرت مصلح موعودؓ نے تو نہیں فرمایا لیکن اس سے تعلق رکھتا ہے اور اس سے زیادہ عظمت کا واقعہ ہے اور زیادہ معاملے پر کھلی روشنی ڈال رہا ہے وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جونہی آپ کو منصب خلافت پر فائز فرمایا گیا یہ بہت بڑا فتنہ اپنے سامنے کھلتا ہوا، اٹھتا ہوا اور بہت بدارادوں کے ساتھ اسلام پر حملہ آور ہوتے ہوئے دیکھا۔ اس کو بعض لوگ فتنہ ارتداد کہتے ہیں دراصل یہ فتنہ بغاوت تھا۔ تمام عرب قبائل نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وصال کے بعد بغاوت شروع کر دی اور جگہ جگہ سے ایسی منحوس خبریں آ رہی تھیں کہ وہ کہتے ہیں کہ وقت آ گیا ہے اچھا اب ان کو الٹا دو اور اپنی حکومت قائم کرو۔ ایسے موقع پر ایک ایسا لشکر تھا جو اسامہؓ بن زیدؓ کی قیادت میں ایک دور کے محاذ پر بھیجا جانا تھا جس کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تشکیل دیا تھا اور خود ہی زید اپنے غلام جس سے بیٹوں کی طرح سلوک فرمایا اس کے بیٹے کو جو نو عمر تھا، ان سے بڑے بڑے صحابہ بھی موجود تھے اس لشکر میں، ان کو امیر بنا دیا اسامہ بن زید کو۔ ایسے موقع پر صحابہ اکٹھے ہوئے اور اس میں بلا استثناء تمام صحابہ کا مشورہ یہ تھا کہ اے امیر المومنین یہ بہت خطرناک وقت ہے اس وقت اس لشکر کو بھیجنا بند کر دیں، ٹال دیں اس وقت۔ کیونکہ بہت قوی دشمن ہر طرف سے مدینے پر حملہ آور ہونے والا ہے۔

حضرت ابو بکرؓ کا جواب اس وقت یہ تھا کہ ابن ابی قحافہ کی کیا مجال ہے، یہ کون ہوتا ہے کہ محمدؐ رسول اللہ کا آخری فیصلہ ہو اور یہ خلیفہ بن کر اس فیصلے کو منسوخ کرنے والا ہو۔ کیسے ہو سکتا ہے۔ ایک ایسی عظیم دلیل تھی جسے صدیق دل ہی سمجھ سکتا تھا اس وقت۔ اور کسی کو سمجھ نہیں آئی۔ بلا استثناء سب نے سر تسلیم خم کر دیا اور حضرت ابو بکر نے پھر یہ فرمایا کہ دیکھو اس فیصلے کی میرے نزدیک اتنی اہمیت ہے کہ خدا کی قسم اگر مدینے کی گلیوں میں مسلمان عورتوں کی لاشیں کتے گھسیٹتے پھریں تب بھی میں اس فیصلے کو نہیں بدلوں گا کیونکہ میرے آقا محمدؐ رسول اللہ کا یہ آخری فیصلہ ہے۔ بہرحال اسی طرح عمل ہو گا۔

تو خلافت صرف خدا ہی کے حضور سر نہیں جھکاتی، اپنے سے پہلے اولوالامر کے حضور بھی اس طرح سر جھکاتی ہے کہ کامل طور پر اس کا اپنا وجود مٹ کر اپنے آقا کے وجود میں جہاں تک اطاعت کا تعلق ہے تبدیل ہو جاتا ہے۔ پس یہ بھی ایک ایسا معاملہ ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ خلفاء نے بھی یہی سمجھا اس آیت کا مفہوم کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وصال کے بعد جو بھی امت محمدیہ میں صاحب امر بنایا جائے گا، اگر خدا براہ راست بنائے تو وہ امام مہدی کے طور پر آیا اور گزر بھی گیا، لیکن جو بھی بنایا جائے گا بطور خلیفہ کے اس پر بھی اسی آیت کا اطلاق ہو گا۔ جب وہ فیصلے کرے گا، مشورے ضرور کرے گا لیکن مشوروں کے بعد فیصلہ خلیفہ وقت کا ہو گا اور جو وہ فیصلہ کرے گا اسے خدا کی تائید حاصل ہو گی اور پھر اس کا کام بھی توکل ہے اور وہ توکل ہی کرے گا تو وہ فیصلہ کرے گا۔ لیکن یاد رکھو کہ اس کے علاوہ بھی متوکلین کی ضرورت پیش آئے گی۔

تدابیر کو اپنی انتہا تک پہنچانا اور پھر وساوس سے اپنے آپ کو بالکل پاک کر لینا، کلیۃً خدا تعالیٰ پر توکل کرنا یہ مضمون ایک اہم مضمون ہے جو شوریٰ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے

"ان اللہ یحب المتوکلین" کہ صرف محمدؐ رسول اللہ کے فیصلے پر آپ کا توکل نہیں، تم سب کو توکل کرنا ہو گا۔ تم سب کو اس یقین کا مظاہرہ کرنا ہو گا کہ محمدؐ رسول اللہ کے فیصلے کی عظمت توکل کے نتیجے میں تھی ورنہ ذاتی طور پر اپنی صلاحیتوں پر آپ کے فیصلے کو کوئی طاقت نہیں ملتی تھی۔ توکل ہی جان ہے اس فیصلے کی اور توکل کامل تقویٰ کے نتیجے میں نصیب ہوتا ہے اور کامل ایمان کے نتیجے میں نصیب ہوتا ہے۔ پس محمدؐ رسول اللہ کا فیصلہ توکل کے ساتھ ایک لازم و ملزوم کا تعلق رکھتا تھا۔ ہر فیصلے پر اس لئے توکل تھا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ کلیۃً خدا کی خاطر فیصلہ ہے اس میں نفس کی کوئی ملونی نہیں ہے۔ اور جو فیصلہ خدا کی خاطر اتنا بے لوث اور پاک اور خالص ہو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ اس فیصلے کی غیرت نہ دکھائے۔

پس فرمایا تم بھی ایسے ہی توکل کا نمونے دکھاؤ جیسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دکھایا اور اس کے نتیجے میں خدا نے آپ کی پشت پناہی کا ایک عظیم وعدہ فرمایا۔ ہر فیصلے کو قبول کیا کہ ہاں میں اس فیصلے کی حمایت کروں گا۔ پس تم بھی متوکل بنو کیونکہ اللہ کی محبت چاہتے ہو، اللہ سے محبت چاہتے ہو تو توکل کرنے والوں سے اللہ محبت کرتا ہے۔ پس ایک تو یہ شوریٰ کا مضمون ہے جو سب دنیا میں جماعت پر خوب اچھی طرح روشن ہونا چاہئے۔

دوسرا "شوریٰ بینھم" سے متعلق یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اس سے مراد ضروری نہیں ہے کہ خلیفہ وقت طلب کرے یا ایک امیر طلب کرے تو پھر مشورے ہوں۔ مشورے کا رواج مسلمانوں میں جس شان اور جس کھلی وضاحت کے ساتھ قرآن میں ملتا ہے یعنی قرآن کے ذریعے مسلمانوں کو عطا ہوا ہے یہ رواج، دنیا کی کسی الٰہی کتاب میں یہ بات نہیں ملتی۔ وہ جو قرآن کی امتیازی شانیں ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے۔ مشورے کا اور شوریٰ کا جو نظام وقت کے امام اور عامۃ المسلمین کے حوالہ سے کھول کر بیان فرمایا گیا ہے اس کی کوئی نظیر دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ نکال کر دکھائیں۔ کہیں کوئی ذکر نہیں ملے گا آپ کو۔ پس یہ کامل کتاب ہے۔ اس کے ارشادات میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ محض سرسری نظر سے مطالعہ کر کے یہ سمجھ لینا کہ ہم نے مضمون کو سمجھ لیا ہے یہ کافی نہیں ہے۔

"امرھم شوریٰ بینھم" میں ایک جاری اور ساری مستمرہ مضمون ہے مسلمانوں کی یہ عادت ہے، مومنوں کی یہ عادت ہے، فطرت ثانیہ بن چکی ہے کہ ہر بات میں خواہ وہ ذاتی ہو، خواہ وہ جماعتی ہو، کسی

SCL

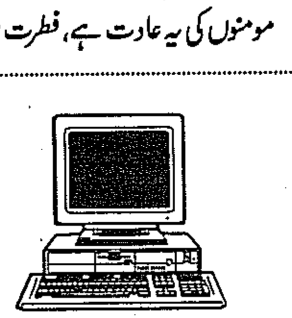

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

نوعیت کی بھی ہو وہ مشورے ضرور کرتے ہیں۔ اور یہ جو مشورے ہیں ان میں "فاذا عزمت فتوکل علی اللہ" کا ذکر نہیں فرمایا۔ اس لئے کہ وہ ایک آدمی کے مشورے کا سوال نہیں ہے یہ ایک جاری مسلمانوں کی ایک ایسی خوبصورت عادت کا ذکر ہے جو ان کو تقویت عطا کرتی ہے اور جس کے نتیجے میں ان کا مالی نظام تقویت پاتا ہے کیونکہ اس کے معاً بعد پھر مالی نظام کا ذکر فرمایا ہے اور قربانیوں کا ذکر فرمایا ہے۔

پس دو باتیں اس سے واضح ہوئیں کہ عام مشورے ان کے جاری رہتے ہیں عادت بن چکی ہے۔ اور دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ مالی معاملات میں وہ اجتماعی غور بھی کرتے ہیں۔ "شوریٰ بینھم" میں اجتماعیت کا بھی مضمون ہے۔ اجتماعی غور کرتے ہیں اور اس کے بعد پھر فیصلے کرتے ہیں۔ پس تمام دنیا میں جو مالی نظام جاری ہے بعینہ اسی آیت کریمہ کے مطابق ہے ایک ایک پیسہ بجٹ کا باقاعدہ خدمت کرنے والے، چندہ دینے والوں کے مشورے کے مطابق خرچ ہوتا ہے۔ اور خلیفہ وقت جو فیصلے کرتا ہے اس کو اس عمومی مشورے کی تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اور بہت سے ایسے معاملات ہیں جن میں خلیفہ وقت کو جماعت پوری طرح اپنی طرف سے نہ صرف یہ اختیار دیتی ہے بلکہ اختیار تو خدا نے دیا ہوا ہے اس کو بلکہ اس اختیار میں تقویت دینے کی خاطر اور مزید اعتماد پیدا کرنے کی خاطر کہتی ہے جو آپ کا فیصلہ وہ ہمیں منظور ہے۔

> **وہ فیصلے کریں جو خیر الماکرین کی نمائندگی کی شان رکھتے ہوں اور پھر یقین کریں، توکل کریں کہ اللہ ان فیصلوں کو برکت دے گا اور آپ کی کمزوریوں کے باوجود آپ کی بظاہر نحیف سوچوں کو اور نحیف تدبیروں کو دنیا کی بڑی بڑی تدبیروں پر غالب کر دے گا**

چنانچہ تمام جماعت کی تاریخ میں ہمیشہ جب بھی آپ بجٹ کے معاملات پر غور کرتے ہوئے جماعت کو پاتے ہیں آخری نتیجہ ہمیشہ یہی نکلا ہے۔ بعض جگہ فیصلہ نہیں کر سکے پوری طرح، بعض جگہ فیصلے ہوئے اور اختلاف ہوئے، بعض دفعہ شاذ کے طور پر وقت کے خلیفہ نے اکثریت کے مشورے کو رد کیا۔ ایک بھی آواز ایسی نہیں اٹھی جس نے یہ شکوہ کیا ہو یا بے اطمینانی کا اظہار کیا ہو۔ بالاتفاق سب نے کہا جو فیصلہ آپ کا وہی ہمارا فیصلہ ہے۔ اور بعد میں جو حالات ظاہر ہوئے انہوں نے ثابت کر دیا کہ بلا استثناء ہمیشہ خلیفہ کا وہ فیصلہ درست ثابت ہوا جو اکثریت کے برعکس تھا لیکن ہوا کم کم ہے ایسا۔ اور مالی معاملات میں بھی جتنا اعتماد جماعت خلیفہ وقت پر کرتی ہے اتنا کسی اور شخص پر نہیں کرتی، نہ کر سکتی ہے۔

اس لئے حضرت مصلح موعودؓ نے اس معاملے کو دلی تعلق کے طور پر بیان فرمایا۔ فرمایا دراصل خلیفہ وقت کو جو اختیار ہے اس آیت کی روشنی میں، اس میں ایک گہری حکمت یہ بھی ہے کہ خلیفہ وقت وہ ایک ہی وجود ہے جس کے ساتھ ساری جماعت کا ایک قلبی تعلق ہے اور قلبی تعلق اتنا گہرا ہے کہ جیسے بچے کا باپ سے ہو۔ آپ نے فرمایا "شوریٰ بینھم" کی ایک مثال تو ہے کہ وہ بھائی بھائی آپس میں مشورہ کرتے ہیں، لڑ بھی پڑتے ہیں، اختلاف بھی ہو جاتے ہیں پھر اکٹھے بھی نہیں ہوتے بعض دفعہ۔ لیکن ایک باپ جب بچوں سے مشورہ لیتا ہے تو پھر یہ واقعہ نہیں ہوتا کیونکہ باپ پھر جو بھی فیصلہ کرتا ہے بچے اگر ان میں حیا اور شرافت ہو، بے حیاؤں کی تو بات ہی نہیں ہو رہی اور یہاں تو مومنوں کی بات ہے، جو حیادار لوگ ہیں وہ کبھی پھر آگے سے ٹیڑھی نظر سے باپ کو نہیں دیکھتے یا اس کے خلاف غصے کا اظہار نہیں کرتے، ٹھیک ہے آپ کا جو فیصلہ ہے ہمیں منظور ہے۔

فرمایا یہی وجہ ہے کہ سوائے خلیفہ وقت کے اور جماعت میں کسی کو یہ اختیار نہیں دیا گیا اور یہ اختیار محمد رسول اللہ سے خلیفہ وقت ورثے میں پاتا ہے اور اس کی تقویت کا اور اس کی بقاء کا راز اس بات میں ہے کہ خلیفہ وقت اور جماعت کا محبت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا اور ایک دوسرے پر اعتماد کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ اسی اصول کے پیش نظر آپ نے جو آغاز ہی میں مالی امور میں جماعت کی تربیت فرمائی اور ایسی نصیحتیں فرمائیں جن کا بہت دور رس تعلق تھا، ان میں ایک یہ بھی تھی کہ اگر جماعت احمدیہ میں کوئی تم سے آکر نیکی کے نام پر کچھ مانگتا ہے تو بالکل نہیں دینا۔ ذاتی تعلقات ہیں اس میں تم جو مرضی خرچ کرو تمہارا اپنا مال ہے۔ مگر نیک کاموں کے حوالے سے اگر کوئی مانگتا ہے تو ہرگز ایک دمڑی بھی نہیں دینی جب تک وہ یہ ثابت نہ کرے کہ اس نظام کی نمائندگی میں اس کو یہ اختیار ہے جس کو خلیفہ وقت نے منظور کر لیا ہے یا خلیفہ وقت نے واقعۃً اس معاملے میں تمہیں اجازت دی ہے کہ تم یہ ایسا مانگ سکو۔

Coming Soon
A Book by Anwar Ahmad Kahlon
Entitled
Mohammad Zafrulla Khan
My Mentor

آپ نے فرمایا اور اس کو اشتہار دے کر تمام جماعت میں خود پھیلایا آغاز ہی کی بات ہے فرمایا، اس کو چھوٹی بات نہ سمجھو اس میں ہمارے مالی نظام کی زندگی کا راز ہے اگر تم نے اس کو نظر انداز کر دیا تو تمہارے مالی نظام کی حفاظت کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ خلیفہ وقت کا حکم آئے اور اجازت ہو تو پھر نیک کاموں میں خرچ کے لئے اپنے دل کھولو جو چاہتا ہے قربانیاں دو۔ جو ڈیڑھ ڈیڑھ اینٹ کی نیکی کے نام پر مسجدیں بنانے والے ہیں وہ نظام کو درہم برہم کر دیں گے، وہ افتراق پیدا کر دیں گے، بددیانتیوں کے آغاز ہونگے، کئی قسم کے دھوکے شروع ہو جائیں گے اور جہاں اعتماد ختم ہو جائے وہاں مالی نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ تو ایسے عظیم آپ نے وہاں مشورے دئے جماعت کو اور ایسی راہنمائی فرمائی ہے جو ہمیشہ ہمیش کے لئے زندہ رکھنے کے لائق ہے اور جماعت کے سامنے بار بار لائے جانے کی اس کو ضرورت ہے۔

جب میں نے فضل عمر پر، حضرت فضل عمرؓ کی سوانح پر کام کیا دوسری جلد میں، مجلس شوریٰ کو بھی میں زیر بحث لایا تھا اس میں حضرت مصلح موعودؓ کی ابتدائی ہدایات جو شوریٰ سے متعلق جماعت کو ہیں ان کو سب کو لکھتے ہوئے میں نے یہ خاص طور پر اس کی اہمیت پر زور دیا تھا حالانکہ میں اس وقت کسی قسم کا امر نہیں رکھتا تھا۔ صرف ایک مصنف کے طور پر میرے سپرد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یہ کام کیا تھا کہ بورڈ کے مشورے سے میں یہ تصنیف کروں۔ تو اس میں میں نے یہ بات لکھی تھی کہ میرے نزدیک حضرت مصلح موعودؓ کی شوریٰ کے متعلق جو یہ ہدایات ہیں یہ ہمیشہ کے لئے جماعت کے سامنے ایک چارٹر کی حیثیت رکھتی ہیں اور اس وقت جو میں نے محسوس کیا جب میں نے دوبارہ پڑھا تو پھر بھی یہی محسوس کیا کہ اتنی اہم ہدایات ہیں جن میں تمام امور آجاتے ہیں، غور بھی کریں تو اس سے باہر کوئی دکھائی نہیں دیتا۔

پس اب جبکہ مجلس شوریٰ کا نظام عام ہو رہا ہے اور بعض دفعہ غلطیاں بھی ہوتی ہیں اور کمزوریاں بھی دکھائی جاتی ہیں۔ وہ جو غلطیاں اور کمزوریاں ہیں ان سب کا تعلق اس شوریٰ کے نظام سے لاعلمی کے نتیجے میں ہے جس کا میں ذکر کرتا ہوں کہ خدا نے قائم فرمایا اور حضرت مصلح موعودؓ نے اس کو گہرائی سے سمجھ کر جماعت کے سامنے کھول کر پیش کیا۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب ضرورت ہے کہ اس جماعت کی شوریٰ کے نظام کے چارٹر کو تمام ان زبانوں میں ترجمہ کر کے نشر کیا جائے جہاں جہاں مجلس شوریٰ قائم ہو گئی ہے اور ہر جماعت کے ایسے فرد کو جو شوریٰ کا اہل ہو خواہ وہ شوریٰ کا ممبر ہو یا نہ ہو اس کے علم میں ہونا چاہئے کہ کس قسم کی تم سے توقعات ہیں۔ مجلس شوریٰ کا ممبر بننے سے پہلے تمہیں کیا ہونا چاہئے، کونسی صلاحیتیں پیدا کرنی چاہئیں، کس قسم کے خطرات سے آگاہی ہونی چاہئے، کن چیزوں سے تم نے بچنا ہے، کن چیزوں کو اختیار کرنا ہے۔ یہ تمام امور ان ہدایات میں داخل ہیں۔

اور دوسرے یہ کہ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث علیہ الرحمۃ نے جو اپنے تجربے سے نئی باتیں سمجھیں اگرچہ وہ اصولاً ان دائروں میں آتی ہیں مگر بہت سے ایسے تجارب ہیں جن میں شوریٰ میں آپ نے ہدایات دیں جو مفید ہیں۔ اور اس طرح بعد میں مجھے بھی جب مجلس شوریٰ کے نظام کو عالمی بنانے کی توفیق ملی یعنی عالمی تو پہلے ہی تھا مگر اس پر عمل در آمد عالمی حیثیت سے کرنے کی توفیق ملی تو میں نے بھی اس موقعہ پر نصیحتیں کی ہیں جو اس دائرے سے باہر تو نہیں ہیں جس کو میں چارٹر کہتا ہوں لیکن اس کی وضاحتیں ہیں، ان کی باریکیوں میں اتر کر مزید مضامین کو کھول کر پیش کیا گیا ہے۔ تو ان سب کو اکٹھا کر کے ایک مجلس شوریٰ سے متعلق تعارفی کتاب جماعت کو شائع کرنی چاہئے اور مجلس شوریٰ اس وقت جو پاکستان میں ہو رہی ہے ان میں صدر انجمن کو میں اس بات کا نگران بناتا ہوں کہ وہ یہ کتاب شائع کریں اور تحریک جدید کی ذمہ داری ہوگی کہ پھر اسے مختلف زبانوں میں ترجمہ کرا کے اسے سب دنیا میں مشتہر کریں۔

جہاں تک توکل کے مضمون کا تعلق ہے میں یہ ایک اہم بات کہہ کر اس خطبے کو ختم کروں گا کہ جماعت احمدیہ کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے "عزمت" کے بعد توکل پر بناء رکھی گئی ہے تو آپ کے مشورے یا میرے مشورے اور آپ کے فیصلے اور میرے فیصلے توکل کے بغیر کیا اہمیت رکھتے ہیں، کچھ بھی نہیں رکھتے۔ اس لئے توکل کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں اور توکل کے لئے جو خدا تعالیٰ نے ہدایتیں فرمائی ہیں ان پر عمل در آمد کریں۔ ان میں سے ایک یہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمارے سامنے کھول کر پیش فرمائی کہ توکل یہ نہیں ہے کہ اونٹ کو کھلا چھوڑ دو اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے وہ اس کی حفاظت فرمائے اور جب تم باہر واپس آؤ کام سے فارغ ہو کے تمہارا اونٹ وہیں کھڑا ہو۔ فرمایا یہ توکل نہیں ہے۔ توکل یہ ہے کہ اونٹ کے گھٹنے باندھو پھر وہم دل سے نکال دو۔ پھر اللہ پر معاملہ چھوڑو اور دعا کرو اور یقین رکھو یعنی خدا پر کہ اللہ تمہاری حفاظت فرمائے گا اور اس اونٹ کو کوئی دشمن نقصان نہیں پہنچائے گا یا خود وہ رسی تڑا کر نہیں بھاگ جائے

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

گا۔

تو تدابیر کو اپنی انتہا تک پہنچانا اور پھر وساوس سے اپنے آپ کو بالکل پاک کر لینا کلیۃً خدا تعالیٰ پر توکل کرنا یہ ایک اہم مضمون ہے جو شوریٰ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے آپ اپنی تدابیر کریں، سوچیں غور کریں۔ جو ذرائع دشمن کے شر کے دفاع کے لئے ضروری ہیں وہ ضرور اختیار کریں۔ جو ذرائع جماعت کی ترقی کے لئے آپ سوچ سکتے ہیں دعائیں کرتے ہوئے ان میں برکت کے لئے اللہ کے حضور التجائیں کرتے ہوئے ان پر عمل در آمد کرائیں اور پھر توکل کریں تو اللہ تعالیٰ ان فیصلوں میں بہت برکت ڈالے گا۔

توکل میں بعض دفعہ انسان بے سوچے سمجھے اپنے مشوروں پر یا اپنی آراء پر توکل کرنے لگ جاتا ہے۔ پاکستان میں آج کل مجلس شوریٰ کے ممبران میں بھی ممکن ہے یہ باتیں ہوتی ہوں کہ اب تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ مولویوں کے بھی پکڑ کے دن آ رہے ہیں اور انحصار اس بات پر ہے کہ فلاں پریذیڈنٹ نے یہ بیان دے دیا ہے، فلاں وزیر نے دے دیا، فلاں صدر نے یہ بیان دے دیا تو اب معلوم ہوتا ہے کہ دن بدل جائیں گے۔ دن تو بدلیں گے مگر ان بیانات کی وجہ سے نہیں بدلیں گے۔ کیونکہ ان بیانات کا ہی اعتبار کوئی نہیں۔ پہلے بھی میں نے جماعت کو متنبہ کیا تھا کہ جو سیاسی بیانات ہوتے ہیں یہ بعض دفعہ بات مشرق کی کرتے ہیں اور مراد مغرب ہوتی ہے۔ اگر کہتے ہیں کہ اب ہم مولویوں کو پکڑیں گے اور امریکہ سے مدد مانگیں گے اور وہ آ کر ان کا قلع قمع کرے تو مراد یہ ہوتی ہے مولویو رستے پر آ جاؤ، ہم سے تعاون کرو، اپوزیشن سے اپنے رشتے ختم کرو تو پھر مدد ہم نے مانگی ہے ہم مدد کو واپس بھی کر سکتے ہیں۔ تو سیاسی بیانات کو پڑھنے کا بھی تو شعور ہونا چاہئے لیکن شعور ہو یا نہ ہو آپ نے ان پر کوئی توکل نہیں کرنا۔ حالات بدلیں گے تو اللہ کی تقدیر سے بدلیں گے۔

آپ مشورے دیانتداری اور تقویٰ سے کریں اور اپنی طرف سے ہر کوشش کریں کہ دشمن کے شر سے آپ محفوظ رہیں اور کسی کے وعدوں پر نہ جائیں بلکہ اپنے شعور اور اپنی محنت اور خلوص کے ساتھ باقاعدہ تدبیر کریں اور اس شان کی تدبیر کریں کہ اللہ کی نمائندگی کی تدبیر اسے کہا جا سکے۔ "مکروا و مکر اللہ واللہ خیر الماکرین" وہ بھی مکر کرتے ہیں تم بھی مکر کرو، مکر کا جواب کرو، توڑو۔ یہ اللہ کے حوالے سے ہمیں سمجھایا جا رہا ہے۔ یہ میں کہہ رہا ہوں انہوں نے مکر کیا اللہ نے بھی جوابی مکر کیا۔ "واللہ خیر الماکرین" اللہ کا مکر یقیناً ہمیشہ اچھا ہوتا ہے۔ خیر سے مراد دو ہیں ایک یہ کہ غالب آتا ہے وہ مکر اور دشمن کا مکر اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ دوسرا یہ کہ دشمن بد مکر کرتا ہے تو اس کے جواب میں بد مکر نہیں خدا کرتا۔ اگر دشمن ہتھیار اکٹھے کر رہا ہے، فتنہ فساد کی باتیں کر رہا ہے تو جوابی تدبیر میں آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ "واللہ خیر الماکرین"۔ وہ قتل عام، وہ کئی قسم کے مظالم جس کے نتیجے میں وہ اپنے مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہ "خیر الماکرین" کی مثالیں نہیں ہیں۔ یہ مکر سوء ہے۔ گندا اور ظالمانہ مکر ہے۔ تو آپ نے جو جوابی تدبیر اختیار کرنی ہے جس کی طرف میں آپ کو توجہ دلا رہا ہوں وہ شریعت کے مطابق اس کے اندر رہتے ہوئے کرنی ہے کیونکہ امر جو حقیقت میں بالا امر ہے وہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اس کو آپ تبدیل نہیں کر سکتے۔ اس کے دائرے میں اس کے نیچے رہتے ہوئے وہ فیصلے کریں جو خیر الماکرین کی نمائندگی کی شان رکھتے ہیں۔ اور پھر یقین کریں، توکل کریں کہ اللہ ان فیصلوں کو برکت دے گا اور آپ کی کمزوریوں کے باوجود آپ کی بظاہر نحیف سوچوں کو اور نحیف تدبیروں کو دنیا کی بڑی بڑی تدبیروں پر غالب کر دے گا۔ پس اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور میں جانتا ہوں کہ ہمیشہ فرماتا ہے۔ کبھی بھی اس میں ہم نے کوئی تبدیلی نہیں دیکھی خدا کے فضلوں کا ہاتھ ہمیشہ سے جماعت احمدیہ پر ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ آپ اپنے اندر تبدیلی پیدا نہ کریں جو ناپاک تبدیلی ہو جس کے نتیجے میں خدا کا یہ وعدہ ہم سے اٹھا لیا جائے کہ تم میری ذات پر توکل رکھنا اور میں اس توکل میں تمہیں کبھی مایوس نہیں کروں گا۔

پس اگر استجابت کی شرط ہم پیش نظر رکھیں تو خدا کا یہ وعدہ ہمیشہ ہمارے حق میں بڑی شان کے ساتھ پورا ہو گا۔ اس کے ساتھ میں تمام مجلس شوریٰ کے ممبران کو اپنی طرف سے اور اس مسجد میں حاضر اور تمام دنیا کی جماعتوں کی طرف سے محبت بھرا اسلام کہتا ہوں۔ مجالس شوریٰ کے آداب کو جن میں آپ جمے پلے ہیں یعنی محاورۃً تو کوئی کہہ دے یہ پنجابی محاورہ ہے مگر ہے بہت اچھا۔ نظام جماعت کے ہاتھوں میں آپ پیدا ہوئے، انہیں ہاتھوں میں آپ نے پرورش پائی ہے آپ کا دل جانتا ہے کہ کون سے آداب ہیں جن کی آپ سے توقع رکھی جاتی ہے۔ ان آداب کو ہرگز نظر انداز نہ کریں اور ڈرتے ڈرتے خدا کا خوف کرتے ہوئے مشورے دیں اور پھر دعا کرتے ہوئے آپس میں محبت کے ماحول میں غور کر کے فیصلے تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ فیصلہ پھر وہی ہو گا جس کی خلیفہ وقت منظوری دے گا۔ پھر سب ایک وجود بن کر خدا پر توکل کرتے ہوئے امید رکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان فیصلوں میں برکت دے گا۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔

"کیا ہر روز ہمیں تجربہ نہیں سمجھاتا کہ روح کی صحت کے لئے جسم کی صحت ضروری ہے۔ جب ایک شخص ہم میں سے پیر فرتوت ہو جاتا ہے تو ساتھ ہی اس کی روح بھی بڈھی ہو جاتی ہے۔ اس کا تمام علمی سرمایہ بڑھاپے کا چور چرا کر لے جاتا ہے"

(مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام)

بقیہ مختصرات

یہ کلاس کسی وجہ سے ہفتہ کے روز نشر نہیں کی جا سکی تھی۔ اس میں حضور انور ایدہ اللہ نے سب سے پہلے بچوں کو حروف شمسی و قمری کے بارہ میں بتایا۔ اس کے بعد بچوں اور بچیوں کے درمیان بیت بازی کا مقابلہ کروایا۔ اس بیت بازی میں صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار پڑھنے کی اجازت تھی۔ نیز آپ نے بچوں کو اشعار کا ترجمہ بھی یاد کرنے کی تلقین فرمائی۔ اس کے علاوہ بچوں کو تاکید فرمائی کہ وہ اپنے آباؤ اجداد اور خاندان کے بزرگان کے حالات سے خوب واقفیت پیدا کریں۔ اور والدین کبھی کبھی ان کے ایمان افروز واقعات بھی بچوں کے لئے بیان کیا کریں۔

جمعرات ۲۷ اپریل ۱۹۹۵ء :

آج کی ترجمۃ القرآن کلاس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۲ تا ۱۹ کا ترجمہ اور ضروری تشریح بیان فرمائی۔

جمعۃ المبارک ۲۸ اپریل ۱۹۹۵ء :

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہر جمعہ کے روز اردو بولنے والے احباب کے ساتھ مجلس سوال و جواب ہوتی ہے۔ آج کی مجلس میں درج ذیل سوالات کئے گئے۔

☆ قرآن و حدیث میں عبادت کا حکم ہے اور اسے جنت میں داخل ہونے کا ایک ذریعہ بتایا ہے۔ سوال یہ ہے کہ عبادت اور نماز میں کیا اصطلاحی فرق ہے جس کی وجہ سے قرآن کریم دونوں کا بیک وقت ذکر فرما رہا ہے جبکہ قرآن کریم میں زوائد نہیں ہو سکتے۔

☆ سورہ سجدہ آیت نمبر ۲۴ میں "لقاءہ" میں "ہ" کی ضمیر کیا کتاب یا حضرت موسیٰؑ کی طرف جا سکتی ہے؟

☆ قرآن مجید میں رفع عیسیٰؑ کا ذکر آتا ہے۔ لیکن حدیث میں نہیں۔ اسی طرح حدیث میں نزول کا لفظ حضرت عیسیٰؑ کے لئے آتا ہے لیکن قرآن مجید میں آپ کے لئے یہ لفظ نہیں آتا۔ اس کی کیا وجہ اور حکمت ہے؟

☆ Muslims are reclaiming their Islamic Past کے موضوع پر بی۔ بی۔ سی۔ ریڈیو۔ ۴ پر پروگرام آیا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ اب اندلس میں اسلام دوبارہ ابھرنے لگا ہے۔ حضور انور کا اس بارہ میں کیا خیال ہے؟

☆ قرآن مجید میں متعدد جگہوں پر "والی اللہ ترجع الامور" آیا ہے۔ اور اسی طرح ایک جگہ فرمایا ہے۔ "الا لہ الخلق والامر" سوال یہ ہے کہ لفظ "امر" کن معنوں میں استعمال ہوا ہے اور رجوع سے کیا مراد ہے؟

☆ پچھلے دنوں فرانس اور برطانیہ دونوں نے یہ بیان دیا ہے کہ وہ بوزنیا سے اپنی امن فوجیں بلا لیں گے۔ اس موقع پر مسلمان ممالک کیوں اقوام متحدہ سے یہ درخواست نہیں کرتے کہ ہم وہاں اپنی فوجیں بھیجتے ہیں۔ کیا یہ ان کی ارادۃً سستی ہے یا وہ اس چیز میں ملوث نہیں ہونا چاہتے؟

☆ قرآن کریم قریباً ۲۳ سال کے عرصہ میں نازل ہوا۔ جبکہ قرآن کریم میں ہے "شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن" اسی طرح فرمایا "انا انزلناہ فی لیلۃ القدر" اس کی کیا تشریح ہے؟

(ع ۔ م ۔ ر)

بقیہ عکس نما

تو تم روزانہ ملتے ہو۔ اور تمہارے جذبات مجروح نہیں ہوتے لیکن "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھنے والے احمدیوں کو دیکھتے ہی تمہارے جذبات کیوں بھڑک اٹھتے ہیں۔ وغیرہ۔

سکھا شاہی کے بعد

۱۹۸۴ء سے قبل صرف پنجاب کی سکھا شاہی کے دور میں مسلمانوں کی اذانیں بند ہوئی تھیں کیونکہ اذان سے سکھوں کے گندھے ہوئے آٹے بانگے جاتے تھے۔ انگریز کی حکومت قائم ہونے کے بعد بھی کچھ سکھوں نے مسلمانوں پر آٹے بانگے جانے کا مقدمہ ایک انگریز عدالت میں دائر کیا۔ انگریز نے گندھا ہوا آٹا بھی عدالت میں منگوالیا۔ اور ایک مسلمان کو اذان دینے کا حکم بھی دیا۔ جب مسلمان اذان دے چکا تو انگریز جج نے سکھوں کو حکم دیا کہ ثابت کرو کہ آٹا بانگا جا چکا ہے۔ سکھ ثابت نہ کر سکے تو جج نے مسلمانوں کو بری کر دیا۔

خدا کرے، ہمارے جج صاحبان بھی اسی قسم کی حکمت عملی سے کام لے کر عدالت، قانون، وطن اور اسلام کو بین الاقوامی تضحیک اور نقصان سے بچائیں۔

خریداران الفضل سے گذارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟

اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینیجر)

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW

FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:

041 777 8568
FAX 041 776 7130

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۱۹)

(Apis Mellifica) کے مختلف خواص کا بیان
اور ایڈز (Aids) کے علاج میں سلیشیا (Silicea) کے
حیرت انگیز اثرات کا تذکرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ۷ جون ۱۹۹۴ء کو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

[یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

[لندن ۔ ۷ جون] حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدیہ ٹیلی ویژن پر ہومیو پیتھی کی ۱۹ویں کلاس کے دوران شہد اور ہومیو پیتھی کی اہم ادویہ کا ذکر فرمایا۔

ایپس میلیفیکا
(Apis Mellifica)

یہ شہد سے بنی ہوئی دوا ہے۔ شہد کی مکھی کی شفا کے تین مادے ہیں۔ فرانس میں ایک تحقیق ہو رہی تھی کہ جو مختلف کیڑے مکوڑے (Insects) ہیں ان کے ساتھ کس قسم کے Bectaria چمٹے ہوتے ہیں عمومی ہیں یا کوئی خاص قسم کے۔ شہد کے مکھی کے ساتھ انہیں کوئی جراثیم نہ ملے۔ وہ کلیۃً شفاف اور صاف ستھری پائی گئی۔ پھر یہی موضوع تحقیق بن گیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تحقیق سے انہیں پتہ چلا کہ شہد کے چھتے کے ارد گرد شہد کی مکھی کوئی چیز لگاتی ہے۔ ہر دفعہ جب شہد بنانے والی مکھی آتی جاتی ہے اس پر پاؤں لگا کر اڑتی ہے اور واپس آکر پاؤں اس پر لگا کر پھر چھتے میں داخل ہوتی ہے۔ چھتے کی دہلیز پر جو دوا لگی ہوتی ہے وہ ایک مادہ ہے جسے پاپولس کہتے ہیں۔ اس میں حیرت انگیز جراثیم کش اثرات پائے جاتے ہیں۔ اور شہد کی مکھی اپنے آپ کو پاک صاف رکھنے کے لئے اسے استعمال کرتی ہے۔ کوئی ارتقاء (Evolution) کا فلسفہ اس کا حل پیش نہیں کر سکتا کہ کس ارتقائی نظام سے شہد کی مکھی نے یہ شفا کا مادہ معلوم کیا۔ سوائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ اللہ نے اسے یہ حکم دیا تھا اور اسے وحی کی تھی۔

حضور نے فرمایا احمدیوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ ایک شہد کی ہی مکھی ہے جو یہ کام کرتی ہے۔ عام مکھی جو بیماریوں کا ذریعہ ہے اس کے لئے وحی کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا۔ مراد یہ ہے کہ وحی میں شفا ہے اصل میں۔ روحانی شفا ہو تب وحی کی ضرورت ہے۔ جسمانی شفا ہو تب وحی کی ضرورت ہے۔

پاپولس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو کافی علم تھا۔ آپ کو شہد پر تحقیق کا بڑا شوق تھا۔ آپ ڈنمارک تشریف لے گئے تو شہد کی مکھی کا ایک فارم دیکھنے گئے۔ جس شخص کا یہ فارم تھا اسے پاپولس کا بڑا جنون تھا۔ اس نے ایک بڑا فارم بنایا ہوا تھا۔ اس شخص نے پاپولس کے ذریعے نظام شفا پر ایک مضمون لکھا۔ پھر وہ ربوہ میں بھی آئے ان کی دعوت ہمارے گھر پر ہوئی۔ صرف ایک دفعہ زندگی بھر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مجھے خاص طور پر کہا تھا کہ تمہارے گھر دعوت ہوگی۔ شاید مقصد یہی تھا کہ مجھے اس بارہ میں علم ہو جائے۔ ان کے ساتھ ایک اور دوست تھے وہ دونوں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور میں کل چار افراد مدعو تھے۔ اس دعوت میں جو باتیں ہوئیں اس سے مجھے اس بارے میں علم ہوا۔ انہوں نے اس سے کئی قسم کے نسخے بنائے ہوئے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا اس کا ایک بار میں نے خود تجربہ کیا۔ عام نزلہ، زکام، Hay Fever میں اچھی اور مفید دوا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ایک مریض کا ناک گل گیا تھا۔ ہر جگہ علاج ہو چکا تھا، طبی بھی اور ایلوپیتھک بھی مگر ہر جگہ ناکامی ہوئی۔ اوپر سے گلابی کچا سا رنگ ہو گیا تھا۔ اور یہ اندر سے گلتا جا رہا تھا۔ اسے میں نے پاپولس کا ایک کیپسول دیا۔ ہفتہ دس دن کے اندر اندر ناک بالکل ٹھیک ہو گیا۔

آئیوڈم (Iodum)

یہ آئیوڈین سے بنی ہوئی دوا ہے۔ اس کی خاص علامت یہ ہے کہ جسم میں گرمی اور بھوک لیکن اس کے باوجود جسم پتلا رہتا ہے۔ بلکہ سوکھنا شروع ہو جاتا ہے۔ گلہڑ (Thyroid) بڑھ جانے میں آئیوڈم مفید رہتی ہے۔ شرط یہ ہے کہ مریض کو گرمی لگتی ہو، بھوک ہو اور جو کھاتا ہے گرمی بن کر نکل جاتا ہے۔

سلفر میں صرف کناروں پر سینک پیدا ہوتا ہے۔ جسم سے سینک نہیں نکلتا۔ کناروں پر ہاتھ یا پاؤں کے تلووں پر یا سر کی چوٹی پر ہاتھ لگانے سے گرمی محسوس ہوتی ہے۔ پسینہ آتا ہے۔ اس میں بدبو نہیں ہوتی۔ آئیوڈم میں یہ علامات نہیں۔ اس میں خشک سینک سارے جسم میں ہوتا ہے۔ بچہ ہو تو وہ اوور ایکٹو (Over Active) ہو جاتا ہے۔ اس سے ملتی جلتی علامات والے میں اگر نزلہ ہو جائے تو آئیوڈم بہت اچھی دوا ہے۔

تھائیرائیڈ کے لئے کلکیریا فلور (Calcarea Fluorica) بہت مفید ہے۔ اگر اوپر بیان کردہ علامتیں نہ ہوں، جسم فربہ ہو تو عام طور پر کلکیریا فلور کو بیسیلینم (Bacillinum) کے ساتھ دینا مفید ہوتا ہے۔

گلہڑ کا علاج

ہمارے ایک معلم مولوی اسماعیل صاحب تھے۔ ان کو گردن پر گلہڑ تھا یہ ہر وقت اس پر رومال لپیٹے رکھتے تھے جس سے گلہڑ چھپا رہتا تھا۔ ایک دفعہ ان کو بواسیر کی تکلیف ہوئی اور بواسیر کی علامتیں کلکیریا فلور سے ملتی تھیں۔ میں نے کلکیریا فلور ۱۰۰۰ میں دی۔ اس کے بعد چار پانچ دن غائب رہے۔ شدید بخار ۱۰۵، ۱۰۶ تک بخار ہو گیا۔ لیکن ہمت والے تھے دوسرا علاج کرانے سے صاف انکار کر دیا۔ جان گئے کہ یہ دوا کا ردعمل ہے۔ آخر چھٹے ساتویں دن بخار اتر گیا۔ میرے پاس آئے میں نے پوچھا کیا حال ہے انکی آنکھوں میں شرارت سی تھی کہنے لگے بواسیر بھی ٹھیک ہو گئی اور یہ گلہڑ بھی۔ کپڑا ہٹایا تو گلہڑ اتنی تیزی سے گھلا ہوا تھا کہ اس کی تھیلی سی باقی رہ گئی تھی گلہڑ ختم ہو گیا تھا۔ پھر ایک دو سال میں یہ جھلی بھی غائب ہو گئی۔ میں نے تو بواسیر کی دوا دی تھی چنانچہ پھر پوٹینسی کم کر دی۔ کیونکہ گلہڑ کو احتیاط سے کم کرنا چاہئے۔ بعض اوقات یہ Tubercular مادے کی وجہ سے بھی ہوتا ہے۔ اس سے جو Toxic ریلیز ہوتا ہے وہ بڑا تکلیف دہ ہوتا ہے۔ اتنی ہی دوا دینی چاہئے کہ یہ مادہ پیشاب سے آہستہ آہستہ خارج ہو جائے۔ اس کا دوسرا خطرہ دل پر حملے کا ہوتا ہے۔ اس لئے گلہڑ کے علاج کے ساتھ بیسیلینم (Bacillinum) ضرور دیتا ہوں ۔ اس میں مریض دل گھٹنے کی شکایت کرتا ہے۔ بیسیلینم کی احتیاط یہ لکھی ہے کہ بعض اوقات اس کے غلط استعمال سے دل کی تکلیف ہو جاتی ہے۔ یہ بات مبہم ہے۔ پھر تجربہ سے یہ بات سمجھ آئی کہ اس سے دل کو قطعاً کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ ہاں زہریلا مادہ ہو جس کو یہ گھٹانا شروع کر دے تو اس کے اخراج سے اگر تیزی سے ہو تو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا دل پر اثر ہے۔

ایپس میلیفیکا شہد کا تضاد ہے۔ اسے ہومیو پیتھک طریق پر استعمال کریں تو شہد کے مثبت اثرات ہوتے ہیں۔ اس کی شفا کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ بہت گہری بیماریوں میں بھی استعمال کر کے دیکھا ہے۔ اس میں گرمی سے تکلیف بڑھتی ہے۔ اور کسی قیمت پر برداشت نہیں ہوتی۔ عورت جب کھانا پکائے آگ کے سامنے جائے تو تکلیف اور وحشت بڑھ جاتی ہے۔ اس کے ساتھ اگر کوئی تکلیف ہو اور مزاج ایپس سے ملتا ہو تو اللہ کے فضل سے اچھا اثر دکھائے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنکھوں کی بیماریوں میں ایپس بہت نمایاں ہے۔ آنکھوں میں باغیانہ شدت پائی جائے، لگتا ہے گوشت ابل رہا ہے۔

یہ دوا جوڑوں کے دردوں میں بھی بہت مفید ہے۔ جسم میں ریش (Rash) نکلتے ہوں اس کا بھی یہ علاج ہے۔ گرمیوں میں جو گرمی دانے نکلتے ہیں اس کا علاج بھی اس میں پلسٹیلا (Pulsatilla) کے ساتھ یا بیلاڈونا (Balladonna) کے ساتھ ملا کر دیں۔

اس کی خاص علامت ورم ہے۔ شہد کی مکھی نے کاٹا ہو۔ ورم نرم ہو ڈبل روٹی والا۔ ورم سخت نہ ہو۔ بعض لوگوں کو ورم کا پیڑا سا بھی بن جاتا ہے۔ دماغ کے ساتھ بھی ایپس کا تعلق ہے۔ ایسے مریض جن کے دماغ کی جھلی پر سوزش آ جائے یا بعض صورتوں میں سر کا خول چھوٹا رہ جاتا ہے۔ اندر سے دماغ بڑھتا رہتا ہے۔ ایسے میں ایپس کی دو علامتیں خاص ہیں۔ آنکھیں سکڑتی ہیں۔ ایسے بچوں کی آنکھ میں نقطہ سا دکھائی دیتا ہے۔ سوتے میں بعض اوقات بہت تیز دردناک چیخ مارتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کا دباؤ مستقل نہیں کبھی کبھی سخت دباؤ ہوتا ہے۔ اسے اگر ایپس دیں گے تو ٹھیک نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ وقتی اثر کی زیادہ دوا ہے اور خصوصاً دماغی حصوں میں لانگ ٹرم اثر نہیں کرتی۔ صرف فوری فائدہ ہوتا ہے۔ اس کا متضاد ہے سلیشیا (Silicea) جو بالکل الٹ مزاج رکھتی ہے۔ یہ ایپس کا کرانک بھی ہے۔ سلیشیا ۶× میں یا اونچی طاقت میں دیں۔ چھوٹی طاقت میں زیادہ مفید ہے۔ بعض بچوں کے سر بہت بڑھتے جاتے ہیں ان کے اندر وہ پانی جو دماغ سے ریڑھ کی ہڈی تک جاتا ہے وہ نکلنا بند ہو جاتا ہے اور اس کے دباؤ سے سر پھیلتا ہے۔ ایسی صورت میں پانی کے دباؤ سے تکلیف ہوتی ہے۔ سر چھوٹا ہو تو نارمل جو دماغ بڑھتا ہے اس سے دباؤ بڑھتا ہے اور تکلیف ہوتی ہے۔

(Silicea) کا فعل سب دواؤں سے عجیب ہے۔ ایک مریض نے سوئی نگل لی۔ انتڑیوں میں جاکر سوئی پھنس گئی۔ اسے سلیشیا دی گئی تو سوئی جسم سے باہر آ گئی۔ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب (فضل عمر ہسپتال ربوہ) چوٹی کے سرجن ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ایک ایسے سوئی والے کیس میں آپریشن خطرناک تھا۔ اسے سلیشیا شروع کروا دی گئی۔ کچھ عرصہ بعد سوئی نے انتڑیاں پار کیں۔ چربیاں پار کیں اور جسم سے باہر آ گئی۔ ایسے کیس اتنی دفعہ سامنے آئے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ اللہ نے کیسا نظام رکھا ہے روح کو سارے کمپیوٹر کے نظام کو چلانے اور نظام چننے کا اختیار دے دیا ہے۔ جسم کا آخری کنٹرول روح کے پاس ہے۔ لاشعور میں روح کا جو جوڑ ہے۔ وہاں سے یہ سارا کارخانہ چل رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ میرا نظریہ ہے اور اس پر میرا ذہن مطمئن ہے۔ اس کی کئی مثالیں میں نے دیکھی ہیں۔

حضور نے فرمایا جن بچوں کو سلیشیا دی گئی ان کے بارے میں رپورٹ یہ ہوتی تھی کہ ایک سائڈ سر کی نرم ہوئی پھر دوسری سائیڈ نرم ہوئی اور پانی نکلنا شروع ہو گیا۔ بعض اوقات کان سے اور بعض کیسوں میں آنکھوں سے پانی نکلا۔ اتنا زور سے نکلا کہ فوارے کی طرح آنکھ سے پانی جاری ہوا اور سر ٹھیک ہو گیا۔

اس دوا سلیشیا کا اتنا اثر ہے کہ ڈاکٹر کینٹ نے وارننگ دی ہے کہ اگر دل میں گولی اٹکی ہوئی ہے اور پھیپھڑے میں ہے یا ایسی جگہ ہے جہاں بڑی شریان بالکل قریب ہے تو اس صورت میں سلیشیا نہ دیں کیونکہ شریان پر اثر ہوگا۔ یہ دوا بیرونی چیزوں کو جسم میں برداشت نہیں کرتی۔ اس کو کوئی بھی بیرونی مادہ جسم سے باہر پھینکنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے

باقی صفحہ ۱۵ پر

Kenssy
Fried
Chicken

TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB
PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

NEW AND SECOND-HAND SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE CARS ALL MODELS
TJ AUTO SPARES

376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

عکس نما

(پروفیسر محمد ارشد چوہدری)

لاہور ہائی کورٹ میں توہین رسالت کا مقدمہ

ہفت روزہ "زندگی" لاہور اور ہفت روزہ "چٹان" لاہور نے اپنی ۱۷ مارچ اور ۱۵ مارچ ۱۹۹۵ء کی اشاعتوں میں گوجرانوالہ کے مشہور زمانہ توہین رسالت کیس کا جائزہ لیا ہے۔

توہین رسالت کا قانون ۲۹۵/سی جو محض احمدیوں پر مظالم ڈھانے کے لئے، حکومت، مولویوں اور بعض انسان نما وکیلوں کی ملی بھگت سے ۱۹۹۰ء میں وضع کیا گیا تھا احمدیوں کے خون پر پرورش پا کر اپنی بلوغت کی منازل طے کرتا رہا اور بالآخر گوجرانوالہ کے رحمت مسیح اور سلامت مسیح کو نگلنے کے شوق میں پکڑا گیا اور عدالت عالیہ لاہور کے سامنے پیش ہوا۔ پہلے تو عدالت عالیہ نے خوف زدہ ہو کر اس اژدھا کو ان دونوں عیسائیوں کو نگلنے کی اجازت دے دی لیکن جب عیسائیوں کا گوشت ناقابل ہضم ثابت ہوا تو اسی عدالت عالیہ نے اپنی بے مثال سرجری سے دونوں عیسائیوں کو اس کے پیٹ سے بخیریت تمام اور باعزت و وقار برآمد کر کے بیرون ملک برآمد کر دیا۔

اس آپریشن کے دوران عدالت عالیہ اور وطن عزیز پر جو قیامتیں گزر گئیں ان کا مختصر تذکرہ پیش خدمت ہے۔ عدالت عالیہ ایک لمبے عرصے سے قیامتوں سے نبرد آزما ہوتی چلی آ رہی ہے۔ ایسے مقدمات سے نپٹنے کے لئے حکومت پاکستان ہمیشہ عارضی ججوں سے کام لیتی رہی ہے تا کہ وہ مستقل جج بننے کے شوق میں حکومت کی عدالت میں مداخلت کو عدالتی جامہ پہناتے رہیں۔ احمدیوں کے خلاف فیصلے حاصل کرنے کے لئے بھی حکومت اسی حکمت عملی سے کام لیتی رہی ہے اور موجودہ تاریخی کیس میں بھی یہی طریق کار اختیار کیا گیا۔ لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے عیسائی گوشت کو ہضم کرنا نہ تو عارضی ججوں ہی کے بس کا روگ ہے اور نہ ہی انسان نما وکیلوں اور ملاؤں کے بس کا۔ لہذا جو قیامتیں اس کیس کے دوران عدالت عالیہ پر گزریں تاریخ ان کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

عدالت عالیہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وکلاء نے عدالت عالیہ کی جو مٹی پلید کی اسے دنیا کی کوئی اور عدالت برداشت نہیں کر سکتی۔ یہ عدالت عالیہ پاکستان ہی کا حوصلہ، صبر، جرات اور بے مثال ہاضمہ ہے کہ وہ اسے نہ صرف برداشت کر گئی بلکہ اسے ہضم کر کے بھی کھا گئی۔ چند مثالیں پیش خدمت ہیں:۔

وکلاء کا عدالت سے خطاب

☆ جناب والا! آپ یہ کیوں نہیں کہتے کہ آپ اس مقدمہ کو نہیں سن سکتے ....۔

☆ جناب والا! آپ مستقل جج نہیں ہیں۔ آپ سے انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہو سکیں گے۔

☆ آپ وزیر اعظم کی منشاء کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں دے سکیں گے۔

☆ جناب والا! ......اس میں آپ ایک مجرم کو جو کہ قانون کے تحت قابل تعزیر ہے سزا دینے سے ہچکچا رہے ہیں۔

☆ جناب والا! .... (اس کے بعد وکیل نے قائم مقام چیف جسٹس کے بارے میں ایک بات کہی۔ جو ریکارڈ سے حذف کر دی گئی۔ ناقل)۔

☆ جناب والا! یہ بہت ظلم ہے (جو چیف جسٹس صاحب نے کیا ہے۔ ناقل) بلکہ یہ ایک طرح سے توہین عدالت کے مترادف ہے۔

☆ جناب والا! مجھے کہنے کی اجازت دیجئے۔ کہ چیف جسٹس..... (اس کے بعد انہوں نے چیف جسٹس پر ایک الزام لگایا) کو عوام کے جذبات کا اندازہ نہیں۔ عوام کو قابو کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ میں ابھی ان مشتعل لوگوں سے گزر کے آ رہا ہوں۔

☆ اگر جسٹس طلعت یعقوب یا ان کی نسل کا کوئی اور شخص ادھر سے گزر گیا تو ایمان سے اس کی لاش چھت کے ساتھ ٹنگی ہوگی۔

☆ جناب والا! ...... مجھے پتہ ہے کہ قادیانی (احمدی۔ ناقل) اس سے (بے نظیر سے) اس کے باپ کا بدلہ اس سے لینا چاہتے ہیں۔ .....اب وہ اس کی بیٹی کے ہاتھوں غلط کام کروا کر اس کو عوام کے غیظ و غضب کا شکار بنوانا چاہتے ہیں۔

☆ جناب! اس ساری صورت حال کا ذمہ دار چیف جسٹس ہے (اس کے بعد انہوں نے پھر چیف جسٹس کے بارے میں ریمارکس دیئے)۔

☆ یہ جو آپ نے سارے جیالوں کو سینئر وکلاء کے بہانے رائے دینے کے لئے اکٹھا کر لیا ہے اس کا کوئی حساب نہیں؟۔

☆ واہ جناب والا! آپ کو بھی داد دینا پڑے گی یعنی عابد منٹو جیسے لوگوں کو تزکیۃ الشہود پر رائے کے لئے بلایا ہے۔

☆ جناب! میں آپ کی جگہ پر بیٹھنا پسند کروں گا۔

☆ جناب والا! ...... باہر لوگ جو کچھ کر رہے ہیں۔ وہ عدالت کے وقار کے منافی ہے (اس پر عدالت نے فرمایا۔ "یہ ان کے جذبات ہیں ان کا حق ہے کہ وہ جذبات کا اظہار کریں")۔

☆ جناب والا! مجھے وکالت کرتے ہوئے ۳۶ سال ہو گئے ہیں لیکن میں نے ایسی صورت حال نہیں دیکھی کہ (ایسی) درخواست رد کی گئی ہو (اس پر عدالت نے فرمایا) "ہم نے بھی ۳۶ سال میں ایسی صورت حال کا سامنا نہیں کیا")۔

☆ جناب! میں اس کی بات کر رہا ہوں۔ جس میں عمرؓ عدالت میں بیٹھا ہاتھا (نقل کفر کفر نہ باشد۔ ناقل) کہ ایک جیالا کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ......... (اس پر عدالت نے فرمایا "تو کیا اس وقت بھی جیالے ہوتے تھے۔ نوٹ کریں بھئی۔ اس وقت بھی جیالے ہوتے تھے")۔

☆ عارضی ججوں کا تقرر اس امر کا غماز ہے کہ حکومت ان ججوں پر دباؤ برقرار رکھ کر اپنی مرضی کا فیصلہ کروانا چاہتی ہے۔

☆ (جناب والا!) (مجھے) جیورسٹ (Jurist) نہ کہیں۔ جیو کا مطلب یہودی اور رسٹ کا مطلب "پوتا" ہوتا ہے۔ میں یہودی کا پوتا نہیں ہوں۔

☆ اگر...... یہ چٹیں (Chits) مولوی فضل حق نے لکھی ہیں تو میں کمرہ عدالت میں ہی اسے سنگسار کر دوں گا۔

☆ جناب! یہ توہین رسالت کا معاملہ ہے اور آپ نے بھی کہا ہے کہ میں ایسے مجرم کو دو منٹ بعد زندہ نہ رہنے دیتا......۔

☆ ..... یہاں ایسے لوگوں کو بھی مولوی کافر کہتے ہیں جو رسول محمدؐ کو آخری نبی نہیں سمجھتے۔ (اس پر عدالت نے فرمایا "بھئی یہاں سیاسی باتیں نہ کریں")۔

☆ (جناب والا!) یہ کنگرو کورٹ (Kangroo Court) ہے۔ میں اس کی سماعت، اس کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتا۔

☆ (جناب والا!) یہ سب ڈرامہ ہے۔ فراڈ ہے (یعنی عدالت فراڈ ہے۔ ناقل)۔

☆ (وکیل صاحب نے) جج صاحبان کے قلم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ یہ قلم نہیں ہے۔ ..... عجیب ڈرامہ چل رہا ہے (اس کے بعد وکیل صاحب سخت برہمی سے عدالت سے واک آؤٹ کر گئے)۔

☆ حکومت کھلے عام اس مقدمے میں براہ راست مداخلت کر رہی ہے۔

☆ نہیں جناب والا! پہلے آپ میری بات سنئے۔

☆ (جناب والا!) استغاثہ کے وکلاء کو بھی سنا جانا چاہئے۔ جو کہ عدالت نے کیا ہے اور نہ کرتی نظر آتی ہے۔

☆ (جناب والا!) انصاف اندھا ضرور ہوتا ہے، اندھا دھند نہیں ہوتا۔

☆ (جناب والا!) اب اگر (مجھے) بلا لیا ہے۔ تو سن بھی لیں۔

☆ (جناب والا!) میں آپ کو بتا دیتا ہوں اگر آپ مجھے بولنے کا موقعہ دیں گے تو بتاؤں گا ناں۔

☆ (جناب والا!) اگر دوستانہ بات کروں تو وہ یہ ہے کہ آپ مجھ پر اعتراض نہ کریں۔ مجھے ٹوکیں ناں۔ مجھے بات کرنے دیں۔

☆ (جناب والا!) میں نہیں سمجھ رہا کہ آپ کیا سمجھ رہے ہیں۔

☆ (جناب والا!) اگر آپ نہیں چاہتے (کہ میں بولوں) تو میں ابھی ختم کر دیتا ہوں..... (پھر) آپ کے سردرد کا ذمہ دار میں نہیں ہو نگا...... آپ کو مغز ماری کرنی پڑے گی۔

☆ (جناب والا!) اگر آپ اسی طرح ٹوکتے رہیں گے تو بات نہیں بنے گی..... مجھے بولنے دیجئے آپ تو درمیان میں ہی ٹوک دیتے ہیں۔

☆ (جناب والا!) آپ نے اس کی (مولوی فضل حق کی) حفاظت کے لئے ایک لفظ بھی بولنا گوارا نہیں کیا۔

☆ (جناب والا!) آپ سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہے اور بار بار مجھے ٹوک رہے ہیں۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ............۔

☆ (جناب والا!) اگر آپ تحمل سے میری بات سنیں اور بار بار مداخلت نہ کریں۔ تو شاید میں اپنی بات بخوبی سمجھا پاؤں گا۔

☆ (جناب والا!) بات تحریر کی ہو رہی ہے تو اسی پر مرکوز رہیں.......۔

☆ (جناب والا!) اس ریاست کو جو اسلام کے نام پر وجود میں آئی تھی۔ آپ نے ایک ہی ہلے میں ایک سیکولر ریاست میں تبدیل کر دیا ہے۔ اب اس کو موجودہ نظام کے ذریعے اسرائیلی ریاست میں تبدیل کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔

☆ (جناب والا!) آپ مجھ سے ایسا سوال ہی کیوں کرتے ہیں جس کا جواب دینا ضروری ہو۔ آپ خود میری توجہ کے ارتکاز کو ختم کرتے ہیں۔ اور پھر مجھے ٹوکتے ہیں۔

☆ (جناب والا!) آپ نے کہا تھا، پڑھیں، ابھی میں نے پڑھنا شروع بھی نہیں کیا تو قبل اس کے کہ میں عرض کروں آپ نے فرما دیا کہ یہ غیر متعلقہ ہے۔ پتہ نہیں آپ مجھ سے کیا اور کیسی معاونت چاہ رہے ہیں۔

☆ اگر آپ مجھے سننا نہیں چاہتے تو سیدھی طرح کہہ دیں۔ اگر آپ مجھے معاونت کا صحیح وقت دیں گے اور صبر کے ساتھ سنیں گے...... (تو) میرے خیال میں عدالت کے وقار میں یقیناً اضافہ ہو گا۔

☆ (جناب جج صاحبان!) یہ اس دنیا کی بات ہے جہاں آپ کی اور میری سوچ کم ہی پہنچتی ہے۔ یہ روحانی دنیا کی بات ہے.........

☆ (جناب جج صاحبان!) یہ تو پتہ نہیں میں آپ کے قابو آیا ہوں یا آپ میرے قابو آئے ہیں کیونکہ آثار و قرائن کچھ اور ہی بتا رہے ہیں۔

☆ (جناب والا!) آپ تاریخ کے دھارے کو الٹا نہ موڑیں۔

☆ (جناب والا!) .... یہ اور کیا ہے؟ ...... آپ برائے مہربانی پرسنل نہ ہوں۔ مجھے پتہ ہے۔ میرے دلائل آپ کو پسند نہیں آ رہے۔ (اس پر وکیل رفیق باجوہ اور جسٹس خورشید کے درمیان خاصے تیز جملوں کا تلخ تبادلہ ہوا)۔

☆ (جناب!) آپ نے اپنی پسند کے دلائل سننا تھے جو میں نے سنائے۔ بہر حال آپ کا شکریہ۔

PLANET EARTH PRESENTS
■ FUEL CATALYST: Cheaper fuel bills for people with a fuel catalyst plus exhaust emission is cut by 51%
■ ALARMS: Personal attack, Property alarms, Economizers
■ Air Care Products: Clinically proven vacuum cleaners for Asthma, Eczema, Rhinitis and other dust allergy problems
Call for more information or brochure:
Day 0181 365 7557 or 548 0514 after 7pm
Fax 0171 613 4252 - Ask for Mr. A. Vaince
Distributors required world wide

☆ (جناب جج صاحبان) آپ نے فضول ہی میں اتنے آدمیوں کو سنا ہے۔ آپ ہمیں بھی اپنی گزارشات عرض کرنے کی اجازت دیں۔

☆ (جناب جج صاحبان) آپ ..... پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ کیا یہ عدالت کا رویہ درست ہے۔ آپ جلدی سے فیصلہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ ایسے نہ کریں۔ اگر ایسا کیا تو یہ بے نظیر کا فیصلہ معلوم ہوگا (وکیل صاحب نے عدالت کو بعض سخت جملے بھی کہے)۔

☆ (جناب جج صاحبان) میں (توہین عدالت کی) سزا سے نہیں ڈرتا ....۔

☆ (جناب جج صاحبان) میری ۳۶ سال کی پریکٹس میں ایسا کبھی نہیں ہوا۔ جیسا آپ لوگ کر رہے ہو۔

(یہ کہہ کر انہوں نے اپنا گاؤن اتار کر کرسی پر دے مارا اور احتجاجاً عدالت سے واک آؤٹ کر گئے) اس کے ساتھ ہی وکیل صاحب اور کئی باریش افراد بھی باہر نکل گئے۔ اور انہوں نے احاطہ عدالت میں نعرہ بازی شروع کر دی۔

تبصرہ

تو یہ ہے سینئر ترین وکلاء کا عدالت عالیہ سے خطاب کا انداز۔ وکلاء صاحبان عدالت عالیہ کے ججوں سے فرما رہے ہیں:۔

☆ آپ مستقل جج نہیں ہیں۔
☆ آپ انصاف کے اہل نہیں ہیں۔
☆ آپ مجرموں کو سزا دینے سے ہچکچا رہے ہیں۔
☆ آپ ظلم کر رہے ہیں۔
☆ آپ کو عوام کے جذبات کا اندازہ نہیں۔
☆ اگر آپ اور آپ کی نسل کا کوئی شخص باہر نکلا تو ایمان سے آپ کی لاش چھت کے ساتھ ٹنگی ہوگی۔
☆ آپ نے جیالوں کو سینئر وکلاء کے بہانے رائے دینے کے لئے اکٹھا کیا ہے۔
☆ آپ غلط کام کر کے عوام کے غیظ و غضب کا شکار ہونا چاہتے ہیں۔
☆ چیف جسٹس (گالیاں دینے کے بعد) توہین عدالت کر رہا ہے۔
☆ آپ کو بھی داد دینا پڑے گی کہ آپ نے عابد منٹو جیسے لوگوں کو رائے کے لئے طلب کیا ہے۔
☆ جناب! میں آپ کی جگہ بیٹھنا پسند کروں گا۔
☆ عارضی ججوں کا تقرر اس امر کا غماز ہے کہ حکومت اپنی مرضی کے فیصلے کروانا چاہتی ہے۔
☆ جناب والا! پہلے میری بات سنئے۔
☆ عدالت نے انصاف کیا ہے نہ انصاف کرتی نظر آتی ہے۔
☆ آپ اندھا دھند انصاف کر رہے ہیں۔
☆ آپ مجھے بولنے کا موقعہ دیں گے تو بولوں گا ناں۔
☆ آپ مجھ پر اعتراض نہ کریں۔ ٹوکیں ناں۔ مجھے بات کرنے دیں۔
☆ یہ آپ کیا سمجھ رہے ہیں!۔
☆ پھر آپ کے سردرد کا ذمہ دار میں نہیں ہونگا۔
☆ آپ کو مغزماری کرنی پڑے گی۔
☆ اگر آپ مجھے اسی طرح ٹوکتے رہیں گے تو بات نہیں بنے گی۔
☆ آپ تو درمیان میں ہی ٹوک دیتے ہیں۔
☆ آپ سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کر رہے۔
☆ کتنی دفعہ عرض کروں! آپ میں تحمل نہیں ہے۔ بار بار مداخلت نہ کریں۔
☆ آپ اصل بات ہی پر مرکوز رہیں۔
☆ آپ میری توجہ کے ارتکاز کو ختم کرتے ہیں۔ اور پھر مجھے ٹوکتے ہیں۔
☆ مجھے بولنے تو دیجئے۔
☆ آپ پاکستان کو اسرائیلی ریاست میں تبدیل کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔
☆ پتہ نہیں آپ کیا چاہتے ہیں۔
☆ آپ سیدھی طرح کیوں نہیں کہہ دیتے کہ آپ مجھے سننا پسند نہیں کرتے۔
☆ آپ میں صبر نہیں ہے۔
☆ یہ اس دنیا کی بات ہے جہاں آپ کی عقل نہیں پہنچ سکتی، پتہ نہیں میں آپ کے قابو آیا ہوں یا آپ (جج صاحبان) میرے قابو میں آئے ہیں۔
☆ آپ جان بوجھ کر تاریخ کو مسخ کر رہے ہیں۔
☆ آپ برائے مہربانی پرسنل (Personal) نہ ہوں۔
☆ مجھے پتہ ہے میرے دلائل آپ کو پسند نہیں آ رہے۔
☆ آپ چاہتے کیا ہیں۔
☆ آپ نے فضول میں اتنے آدمیوں کو سنا ہے۔
☆ آپ کی عدالت کا رویہ درست نہیں ہے۔
☆ یہ آپ کا فیصلہ نہیں ہے۔ بینظیر کا فیصلہ ہے۔
☆ میں توہین عدالت کرنے سے نہیں ڈرتا۔

عدالت عالیہ کے ججوں کو گالیاں

یہ تو ابھی سینئر وکلاء کے وہ ریمارکس ہیں جن کو عدالت نے حذف نہیں کیا۔ جج صاحبان کو وکلاء نے جو گالیاں دیں اور ان پر جو الزامات لگائے وہ ان کے علاوہ ہیں۔ جج صاحبان نے اپنی بے عزتی پر اس طرح پردہ ڈالنے کی کوشش کی کہ چونکہ جج صاحبان رحمت للعالمین کے پیروکار ہیں اس لئے وہ ان تمام گستاخیوں کو معاف کرتے ہیں۔

بات تو ان کی درست ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے تمام گستاخوں کو ہمیشہ معاف فرمایا تھا۔ لیکن حیرت یہ ہے کہ جب احمدیوں کے مقدمات عدالت عالیہ میں پیش ہوتے ہیں تو اس وقت جج صاحبان رحمت للعالمین کے پیروکار کیوں نہیں رہتے۔ احمدیوں کے خلاف بنائے گئے قوانین صرف چند ایک اصطلاحات مثلاً ام المومنین، رضی اللہ عنہ، علیہ السلام، وغیرہ اور چند ایک امور مثلاً اذان نہ دینا وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں۔ لیکن رحمت للعالمین کے ان "پیروکار" ججوں نے قانون کو ازخود وسعت دے کر اس میں ہزار ہا امور کو شامل کر دیا ہے۔ "بسم اللہ" بر آمد ہونے پر ضمانتیں منسوخ ہوتی ہیں۔ نماز پڑھنے پر سزائیں دی جاتی ہیں۔ "السلام علیکم" کہنے پر جیل بھیج دیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ "معزز" اور "حضور" وغیرہ الفاظ کے استعمال پر وحشیانہ سزائیں دی جاتی ہیں۔ اجتماعات پر پابندی لگائی جاتی ہے۔ کبڈی اور باسکٹ بال کھیلنے پر حکم امتناعی جاری کئے جاتے ہیں۔ بلکہ کچھ بھی نہ کہنے پر پختہ Alibi موجود ہونے کے باوجود موت کی سزائیں دی جاتی ہیں۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسلام کو بین الاقوامی سطح پر تضحیک کا مورد بنایا جاتا ہے۔ اور دنیا کی امن پسند ترین جماعت کے افراد کو ان کے تمام شہری حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے۔ ہاں یہ وہی جج صاحبان ہیں جو رحمت للعالمین کے "پیروکار" ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ ان میں کوئی بھی جج اتنا غریب نہیں ہے کہ اسے نوکری کی خاطر یہ سب کچھ کرنا پڑے۔ وہ سیاست کی خاطر یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ جیسا کہ جسٹس عارف بھٹی صاحب نے اس مقدمہ میں احمدیوں کا ذکر ہونے پر فرمایا:

"یہاں سیاسی باتیں نہ کریں"

گویا کہ عدالت عالیہ کے نزدیک احمدیوں کے متعلق قوانین ایک سیاسی مسئلہ ہیں۔

عدالت عالیہ کے آخری ریمارکس

عدالت عالیہ نے اس مقدمہ میں فیصلہ سنانے سے قبل جو آخری ریمارکس دئے وہ "سنہری حروف" میں لکھے جانے کے لائق ہیں۔ فرمایا:۔

" رشید مرتضیٰ قریشی نے کل جو کچھ کہا اور جو کچھ انہوں نے آج کہا وہ واضح طور پر شدید قسم کی توہین عدالت کے زمرے میں آتا ہے۔ ہم اس نبی کی سنت پر عمل کریں گے جس کے ہم امتی ہیں۔ اور جو رحمت للعالمین ہے۔ اس لئے ہم ان کو معاف کرتے ہیں۔ ان کے خلاف ہم کوئی ایکشن نہیں لے رہے۔ لیکن یہ پریس کی موجودگی میں کہنے کا مقصد ہے کہ یہ بات ان تک پہنچ جائے ورنہ لوگ کہیں گے کہ عدالت نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔

یہ مقدمہ دراصل ملک کے کئی طبقوں کے درمیان ایک ٹیسٹ کیس تھا۔ ہمیں قومی اور بین الاقوامی پریس کو بتانا ہے کہ ہم ایک جمہوری ملک ہیں۔ ہمارے ہاں شہری حقوق ہیں۔ عدلیہ آزاد ہے۔ اور آئین کے مطابق تمام شہری برابر ہیں۔ اگر ایک شہری کے خلاف مقدمہ چلایا جائے تو اس کو اس قدر نہیں اچھالا جانا چاہئے۔ یہ ہمارے معاشرے کا اندرونی معاملہ تھا۔ اور اس کو اگر ہمیں خود حل کرنے دیا جاتا تو بہتر تھا۔

(ہفت روزہ زندگی، ۱۷ مارچ ۱۹۹۵ء)

ہمیں عدالت عالیہ کے ان ریمارکس سے اصولی اتفاق ہے لیکن اس بیان کے آخری فقرات میں عدالت عالیہ نے تسلیم کیا ہے کہ عدالت کو خود یہ معاملہ حل نہیں کرنے دیا گیا۔ عدالتی کاروائی کا جو ریکارڈ "زندگی" اور "چٹان" میں شائع ہوا ہے۔ اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ عدالت پر ہر طرف سے بے حد دباؤ تھا۔ عدالت کو مولوی وکلاء کی طرف سے کھلم کھلا دھمکیاں دی جا رہی تھیں۔ احاطہ عدالت میں وکلاء کی سرکردگی میں نعرہ بازی ہو رہی تھی۔ وکلاء جاہل عوام کو اشتعال دلا رہے تھے۔ حکومت بھی اپنی بین الاقوامی ساکھ کو بہتر بنانے کے لئے عدالت پر دباؤ ڈال رہی تھی۔

جج صاحبان کا موقف مکمل طور پر درست تھا کہ اگر ثبوت کی بجائے جذبات پر فیصلے کرنے تھے تو یہ قانون بنانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اس طرح پر صفائی کے وکلاء کا موقف بھی مبنی بر انصاف تھا کہ ثبوت تو کوئی بھی موجود نہیں تو سزا کس بات کی۔

لیکن استغاثہ کے وکلاء کا اصرار تھا کہ بغیر کسی ثبوت کے سزا دی جائے۔ کیونکہ کسی مسلمان میں یہ جرات نہیں ہے کہ وہ گستاخانہ الفاظ کو دیکھ سکے، سن سکے اور بیان کر سکے، یا کسی اور کو دکھا سکے۔ دیوار کی تحریر مٹ چکی تھی۔ چٹوں کی تحریر بھی مٹ چکی تھی۔ کسی کو علم نہیں تھا کہ چٹوں کی تحریر کس شخص کی تھی وغیرہ وغیرہ۔

اگر استغاثہ کا یہ موقف تسلیم کر لیا جاتا کہ توہین رسالت کے مقدمات میں ثبوت مہیا کرنا ناممکن ہے کیونکہ کوئی شخص ایسے ثبوت کو نہ پڑھنے کا حوصلہ رکھتا ہے نہ دیکھنے کا، نہ بیان کرنے کا اور نہ ہی ثبوت کے طور پر پیش کرنے کا۔ نیز اس لئے بھی کہ استغاثہ کے مطابق ایسے ثبوت کو دیکھنا بھی توہین رسالت ہے، پڑھنا بھی توہین رسالت اور پیش کرنا بھی توہین رسالت ہے۔ وغیرہ ...... تو قانون کا نہ صرف جنازہ ہی نکل چکا ہوتا بلکہ دفن ہو کر نسیاً منسیا ہو چکا ہوتا۔

اس لحاظ سے تو عدالت عالیہ کا فیصلہ قابل تحسین ہے۔ لیکن اگر احمدیوں کے معاملے میں عدالت عالیہ کا وہی رویہ قائم رہتا ہے، جو سالہا سال سے چلا آ رہا ہے تو جج صاحبان خاطر جمع رکھیں کہ ان کی عدالت کی، قانون کی، وطن کی، اور سب سے بڑھ کر اسلام کی ہتک کا یہ سلسلہ کبھی بند نہیں ہو سکتا۔

عدالت قانون کے ہاتھوں جس قدر مجبور ہے اس کا بھی ہمیں علم ہے۔ ہماری گزارش صرف اس قدر ہے کہ عدالت عالیہ کے جج صاحبان جرات سے استغاثہ سے مندرجہ ذیل مبنی بر انصاف مطالبات کرتے رہیں:

(۱) السلام علیکم کہنے سے ہتک اسلام کس طرح ہوئی ہے۔ جب عیسائی، ہندو اور یہودی وغیرہ بھی مروتاً یہی الفاظ استعمال کرتے ہیں تو اس وقت ہتک اسلام کیوں نہیں ہوتی۔ صرف احمدیوں کے "السلام علیکم" کہنے سے ایسا کیوں ہوتا ہے۔

(۲) قرآن مجید عیسائیوں، ہندوؤں اور یہودیوں وغیرہ کے گھروں میں بھی موجود ہیں۔ احمدیوں کے گھروں یا دوکانوں میں پڑے ہونے سے ہتک کیوں ہوتی ہے۔

(۳) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالنے والے اشخاص عیسائیوں، یہودیوں اور ہندوؤں وغیرہ یا کم از کم حضورؐ کو جھوٹا کہنے والوں سے

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

MOST AUTHENTIC
INDIAN FOOD
GRANADA
TAKE AWAY
202 ROUNDHAY ROAD
LEEDS
TELEPHONE 0532 487 602

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

روزنامہ "الفضل" ۱۲ اپریل میں مکرم چودھری ریاض احمد صاحب کی شہادت کی خبر اور اس ظالمانہ فعل کی تفصیل بیان ہوئی ہے جس نے حضرت سید عبداللطیف شہید کی عظیم قربانی کی یاد کو ایک بار پھر تازہ کردیا ہے۔

محترم محمد صدیق امرتسری صاحب کی اس پرچہ میں شائع ہونے والی ایک نظم کے دو اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

دل شکستہ ہے آنکھ پرنم ہے
کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہے
یہ صلہ ہے مری وفاؤں کا
طعنہ زن مجھ پہ سارا عالم ہے

اسی شمارے میں محترمہ ستارہ مظفر صاحبہ کا ایک مضمون "اصحاب کہف" شائع ہوا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ اصحاب کہف ابتدائی زمانہ کے موحد رومی مسیحی تھے جو یہود کے خوفناک مظالم کے نتیجہ میں ۳۰۰ سال تک وقتاً فوقتاً غاروں میں پناہ لینے پر مجبور کئے گئے۔ ان غاروں کو "کیٹا کومبز" کہا جاتا ہے اور یہ روم کے پاس، مصر میں اسکندریہ کے پاس، سسلی میں، مالٹا میں دریافت ہوئے ہیں۔ مسیحیوں پر اجتماعی مظالم کا آغاز نیرو بادشاہ کے زمانے میں (۵۴ء تا ۶۸ء) شروع ہوئے۔ یہ زمین دوز غار بعض جگہ تین منزلہ ہیں اور ان میں گرجے اور سکول بھی قائم کئے گئے تھے۔ زمین دوز راستے تو کئی سو میل لمبے ہیں اور کئی راستے بھول بھلیوں کی طرح ہیں جو کہیں جاکر ختم ہو جاتے ہیں تاکہ تعاقب کرنے والے دھوکہ کھائیں۔ سیدنا مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے سفر یورپ ۱۹۲۴ء کے دوران روم میں ان غاروں کا مشاہدہ بھی فرمایا تھا۔

روزنامہ "الفضل" ۱۳ اپریل کے صفحہ اول پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ دسمبر ۱۹۹۴ء سے اقتباسات شائع ہوئے ہیں۔ اس خطبہ جمعہ میں حضور انور نے انفرادی جائزے لینے پر زور دیا تھا۔ حضور فرماتے ہیں کہ ابھی تک میرے نزدیک جماعت کی اکثریت ایسی ہے جو داعی الی اللہ نہیں بن سکی۔ حضورؐ نے جو عظیم روحانی انقلاب برپا کیا اسکی وجہ یہ تھی کہ آپؐ سب سے پہلے اپنے مذکر تھے اور اسی لئے آپکی نصیحت میں طاقت پیدا ہوئی تھی۔ پس ہر احمدی اپنے ناصح کو بیدار کرے اور اپنے نفس کی تسخیر کرے تاکہ اسکی بات کا سننے والوں پر اثر ہو۔

حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کے بارے میں محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب ایک مختصر مضمون میں بیان کرتے ہیں کہ گو حضرت مولوی صاحب کا بہت سا علمی کام ریویو اور دیگر رسائل میں شائع ہوتا رہا، ایک تحقیقی کتاب "قتل مرتد" کے موضوع پر بھی تحریر فرمائی لیکن سب سے نمایاں خدمت قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ ہے جو پہلی بار ہالینڈ سے شائع ہوا اور اب تک اسکے سولہ ایڈیشن ایک لاکھ بہتر ہزار کی تعداد میں چھپ چکے ہیں۔ اور جماعت کی طرف سے دیگر زبانوں میں جو تراجم کئے گئے ہیں وہ اسی ترجمہ کو سامنے رکھ کر کئے گئے ہیں۔

"الفضل" ربوہ، ۱۷ اپریل میں شائع ہونے والی محترم اکرم محمود کی ایک نظم کے دو اشعار ہیں۔

جانوں کا نذرانہ دیں گے لہو کے دیپ جلائیں گے
تیری راہ پہ چلنے والے کب تک پتھر کھائیں گے
جانے والے! تو ہے تسلسل ایک قدیم روایت کا
تیرے پیچھے آنے والے دیپ سے دیپ جلائیں گے

اسی اشاعت میں انگریزی اخبار "ڈان" کے حوالہ سے یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے چند لیکچروں کا پہلی بار اردو ترجمہ کتابی شکل میں "ارمان اور حقیقت" کے عنوان سے پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ مضامین شہزاد احمد نے منتخب کرکے ترجمہ کئے ہیں جو ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی کتاب Ideals and Realities سے لئے گئے ہیں جو ۱۹۸۴ء میں شائع ہوئی تھی اور اب تک اس کے تین ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔ شہزاد احمد کی اس کتاب کا دیباچہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے خود لکھا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اردو زبان پر انہیں کتنا عبور حاصل ہے۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ کی ۱۸ اپریل کی اشاعت میں محترم محمد شریف خان صاحب پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی کتاب "سرزمین پاکستان کے سانپ" سے ایک باب پیش کیا گیا ہے جس میں سانپوں کے بارے میں مختلف داستانوں کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب اردو سائنس بورڈ نے شائع کی ہے۔

اسی شمارہ میں ممتاز بزرگ شاعر جناب سلیم شاہجہانپوری کے نئے مجموعہ "نوائے درد" کا تعارف محترم نسیم سیفی صاحب نے کروایا ہے۔ یہ تیسرا شعری مجموعہ ہے جو احمدی احباب کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ اس سے پہلے "بکھرے ہوئے موتی" اور "شہر دعا" کے نام سے دو مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ان کے کلام کے بارے میں فرمایا تھا "نہایت اعلیٰ پاکیزہ گہرا کلام ہے۔ آپ قادر الکلام ہیں۔ مشکل سے مشکل مضمون کو عمدہ پیرائے میں ڈھالنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اللھم زد و بارک۔ ہر پہلو سے قابل ستائش اور قابل داد کلام"

محترم نسیم سیفی صاحب کی ایک رباعی پیش ہے۔

جان دے کر تو نے ثابت کر دیا
تھا خدا کی ذات پر کتنا یقیں
تیرے جانے سے ہزاروں آئیں گے
تیرا جانا ایسا ویسا تو نہیں

مجلّہ "التقویٰ" ہماری جماعت کا عربی زبان میں شائع ہونے والا مرکزی ماہنامہ ہے۔ مئی ۱۹۸۸ء میں اسلام آباد کی رقیم پریس سے شائع ہوا۔ موجودہ مدیر مصری دوست محترم الحاج حلمی الشافعی ہیں۔ اس رسالہ میں بعض مستقل کالم ہیں اہم اور مفید مضامین شامل ہوتے ہیں۔

یہ رسالہ عرب احباب کے لئے خاص کشش رکھتا ہے۔

ماہنامہ "التقویٰ" ماہ اپریل ۱۹۹۵ء کے شمارے میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر کبیر جلد دوم سے کچھ صفحات کا عربی ترجمہ شائع کیا گیا ہے جس میں یہود کی خفیہ سازشوں کے بارے میں یہ مضمون حضور نے بیان کیا ہے کہ یہود کی سازشیں تین زمانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کے خلاف۔ بابل کے بادشاہ کے خلاف جو یروشلم کو تباہ کرکے یہود کو قیدی بناکر بابل لے گیا تھا اور تیسرے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف۔ پہلی دونوں بار یہود اپنی خفیہ سازش میں کامیاب ہوئے مگر خدا فرماتا ہے کہ محمد رسول اللہؐ کے خلاف وہ یہ بھول نہ کریں ورنہ دونوں جہان میں سخت سزا پائیں گے۔ مگر یہود نے اس تنبیہ کے باوجود کسریٰ شاہ ایران کو رسول اللہ کے خلاف اکسایا جس پر اس نے آنحضورؐ کی گرفتاری کا حکم جاری کیا۔ جب یمن کے ایرانی ایلچی یہ حکم لے کر مدینہ پہنچے تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ صبح جواب دوں گا۔ رات خدا تعالیٰ سے خبر پاکر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایلچیوں کو کسریٰ کی موت کی خبر دیتے ہوئے فرمایا "اپنے گورنر کو جاکر کہہ دو کہ میرے خدا نے تمہارے خدا کو آج رات مار ڈالا ہے"۔ چنانچہ یہ لوگ واپس ہوئے اور رسول اللہؐ کے ارشاد کو درست پایا۔ بعد میں بھی یہود کی ریشہ دوانیاں جاری رہیں اور آخر کار وہ قرآن کی پیشگوئی کے مطابق کیفر کردار کو پہنچے۔

اس شمارہ میں رسول اللہؐ کی بعض احادیث بھی منقول ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" سے ایک اقتباس بھی درج ہے۔ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات بھی باقاعدگی سے اس رسالہ کی زینت بنتے ہیں۔ زیرنظر شمارہ میں حضور انور ایدہ اللہ کے خطبہ عیدالفطر کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے جس میں حضور نے "اسمائے الٰہی" اور "صفات باری تعالیٰ" پر گفتگو فرمائی ہے۔

ایک بدزبان معاند احمدیت مولوی احسان الٰہی ظہیر نے جماعت کے خلاف ایک کتاب "قادیانیت" لکھی تھی جس کو سعودی عرب اور پاکستان نے عربی میں شائع کرواکر عرب ممالک میں پھیلایا تھا۔ حضور انور کی زیر نگرانی و راہنمائی مکرم نعیم عثمان میمن مرحوم نے اس کا جواب انگریزی میں تیار کیا تھا۔ اس کتاب کا عربی ترجمہ بھی بالاقساط رسالہ میں شائع ہو رہا ہے۔ ماہ اپریل کے شمارے میں جماعت پر انگریز کا پودا ہونے والے اعتراض کا دندان شکن جواب ہے۔

کچھ عرصہ قبل فرانسیسی زبان میں عیسائیوں نے ایک پمفلٹ تقسیم کیا جس میں حضرت مسیحؑ کو نعوذ باللہ۔ رسول اکرمؐ سے افضل ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس کے جواب میں ایک پمفلٹ جماعت نے عربی زبان میں تیار کیا جو ایک مضمون کی شکل میں اس شمارہ کی زینت ہے۔

ایک کالم سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتب کے تعارف پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس شمارے میں تین کتب کا تعارف شامل ہے۔ "سرالخلافہ"، "انوارالاسلام" اور "منن الرحمان"۔

الغرض ہر شمارے کی طرح "التقویٰ" کا یہ شمارہ بھی علمی اور تربیتی مضامین سے بھرپور ہے اور عربوں میں تبلیغ کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ آپ بھی اس مائدہ کو اپنے عرب دوستوں تک پہنچائیں اور حضور انور ایدہ اللہ کی خواہش کو پورا کریں۔ اس رسالہ کے بارے میں مزید معلومات کے لئے اپنے قریبی مشن ہاؤس یا مینجنگ ایڈیٹر "التقویٰ" سے رابطہ فرمائیں۔

بقیہ: صحائف قمران کی کہانی

کا اظہار کیا کہ صحائف کے اندر جو کچھ درج ہے وہ حضرت عیسیٰ اور ابتدائی عیسائیت کے حالات کے بارہ میں معلوم ہوتا ہے۔ اس نے دعویٰ کیا کہ عیسائیت اور اس زمانہ کے وادی قمران کے باشندوں کا گہرا تعلق ہے۔ اس انکشاف پر دیگر ممبران چونک اٹھے اور انہوں نے فوراً بذریعہ اخبار ٹائمز لندن مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۵۶ء اس خیال کی تردید کی۔ الگرو نے تانبے کی چادر پر لکھے ہوئے صحیفہ کو بھی باوجود مخالفت کے شائع کر دیا جس میں اس وقت کے مدفون شاہی خزانوں کی تفصیل درج کی ہوئی خیال کی جاتی ہے۔

مائیکل بے جنٹ اور رچرڈ لی بھی اس کے ہم خیال تھے اور ان لوگوں پر جو ان صحائف کو نہ شائع کرنے کے حامی تھے اعتراض کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ صرف اس بات سے خائف ہیں کہ تحریرات میں کوئی ایسا مواد نہ نکل آئے جو حضرت عیسیٰ کی الوہیت پر ضرب کاری کی حیثیت رکھتا ہو۔ ان کا خیال ہے کہ صحائف میں مندرج اکثر تحریرات عیسائیت کے بارہ میں ہیں مگر ان کا لہجہ اور پیغام عیسائیت کے پیغام سے مختلف ہے۔

رابرٹ آئزن مین (Robert Eisenman) جو کیلیفورنیا سٹیٹ یونیورسٹی کے ساتھ منسلک ہیں ان کی تحقیق بھی یہی ہے کہ صحائف بائبل میں درج واقعات کو مختلف طریق سے بیان کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ان میں سے اہم صحائف پہلی صدی عیسوی کی پیداوار ہیں اور وہ ان اسکالرز سے متفق نہیں ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ یہ صحائف حضرت عیسیٰ کے دور سے پہلے کے ہیں۔ آئزن مین کی تحقیق اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ صحائف کے مندرجات کے بارہ میں تمام دنیا کو علم ہونا چاہئے مگر اس کے باوجود مذہبی عالموں نے ان حیرت انگیز انکشافات کو دنیا سے چھپانے کا قصد کر رکھا ہے۔

حال ہی میں پبلک کے اصرار پر اسرائیل کی یونیورسٹی کے ایک ماہر ایمونیل ٹوو (Emanuel Tov) کو ان صحائف کا ترجمہ کرنے پر مامور کیا ہے مگر یہ کام اتنا آسان نہیں کیونکہ ٹیم کے دیگر ممبران اس کو اپنا سربراہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود اتنا عرصہ گزرنے کے دنیا اس دریافت کی اصلیت سے ناواقف چلی آرہی ہے۔

(ماخوذ از دی انڈی پنڈنٹ میگزین، ۱۸ مئی ۱۹۹۱ء)

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 0274 724 331/ 488 446
FAX 0274 730 121

ایڈز کا علاج

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس لئے میں نے اس دوا کو ایڈز میں بھی استعمال کیا ہے۔ ایڈز میں جسم کا دفاع Seal ہو جاتا ہے۔ جرثومہ اس کے اندر بیٹھ جاتا ہے۔ ایڈز کا جرثومہ ایک باہر کی چیز ہوتا ہے۔ جیسے کسی ملک کے دفاع پر بیرونی امداد قبضہ کر لے۔ ایسی صورت میں بہت اونچی طاقت میں سلیشیا دی جائے۔

حضور نے فرمایا ایڈز کے علاج میں میں نے افریقہ، امریکہ اور انگلستان میں پانچ مریضوں کو یہ دوا دے کر تجربہ کیا ہے پانچوں خدا کے فضل سے شفایاب ہو گئے اور ڈاکٹر کو سمجھ نہیں آرہی کہ یہ کیسے ممکن ہو گیا۔ یعنی بیماری کے ذرے تو اندر ہیں لیکن Dead ہو گئے ہیں۔

حضور نے فرمایا ایک چوٹی کے امریکہ کے سرجن ڈاکٹر آفتاب صاحب ہیں پورٹ لینڈ میں۔ انہوں نے ایک جلسے کی تقریر میں مجھ سے یہ علاج سنا۔ انہوں نے ایک آپریشن کیا پتہ لگا کہ مریض کو ایڈز ہے ان کو اور تو کوئی علاج سمجھ نہ آیا۔ انہوں نے سلیشیا کی ایک لاکھ طاقت کی ایک خوراک دی۔ مریض دو تین دن میں نارمل ہو گیا۔ اب یہ پتہ نہیں کہ وہ کتنی دیر تک ٹھیک رہا۔

اسی طرح ایک مریض ایڈز کے آخری کنارے پر تھا۔ اس کو یہ دوا دی گئی۔ مگر اس کے بعد کوئی جواب نہ آیا۔ یہ ہندوستان کا مریض تھا وہاں واپس چلا گیا تھا کہ اپنے گھر جا کر مرے۔ تین چار مہینے کے بعد ایک دن بڑا ایکسائٹڈ (Excited) فون آیا کہ اسے خدا کے فضل سے صحت ہو گئی ہے۔ اس مریض کو زندگی کی امید نہ رہی تھی۔ ہر وقت بے زار اور غصے میں رہتا تھا۔ بدمزاجی بے چینی اور بے قراری تھی تین چار ماہ بعد وہ واپس آیا تو اچھا موٹا تازہ ہٹا کٹا تھا۔

اس کی ماں اس کے لئے دوائی لے کر گئی تھی۔ اس نے بتایا کہ جب یہ دوا دی تو سب حیران رہ گئے کہ اسے بھوک لگنے لگی۔ کھانا ہضم ہونے لگ گیا۔ اچھی بھلی صحت ہو گئی۔

انگلستان میں ایک کیس تھا۔ ایک عورت جس کی شادی ہوئی اسے ایڈز تھی۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ اسے ایڈز ہے۔ اسے دوا دی گئی کہا گیا کہ ازدواجی تعلقات قائم رکھو کوئی خطرہ نہیں۔ اسے حمل ہوا، تمام وقت اچھا گزرا۔ حمل کے دوران ایڈز کے ٹیسٹ لئے جاتے رہے بالکل نارمل تھے۔ ٹھیک ٹھاک بچے کی پیدائش ہوئی۔

حضور نے فرمایا کہ جن کو ایڈز ہو اور ان کو یہ دوا دی جائے اور پھر انسٹی ٹیوٹس میں داخل کروا کر ٹیسٹ کروائے جائیں۔ جب ایچ آئی وی (H.I.V.) مثبت ہو اور اس کی تحریر موجود ہو۔ پھر دوا استعمال کرا کے اس کا فائدہ معلوم کیا جائے۔ اس سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچتا ہے تو کیوں نہ فائدہ پہنچایا جائے۔

حضور نے ایڈز کے لئے سلیشیا کی یہ خوراک بیان فرمائی۔ Silicea C.M. میں ایک خوراک دس پندرہ دن کے بعد دوسری خوراک پھر ایک ماہ بعد تیسری خوراک۔ پھر ضرورت پڑے تو دو ماہ کے بعد ایک خوراک دی جائے۔ اگر اثر ہو تو ایک ہی خوراک فوری فائدہ دے گی۔ جو فوری اثر دکھائے گی اور مریض کی طبیعت بحال ہونے لگے گی۔ خدا کرے کہ اس سے بنی نوع انسان کو فائدہ ہو۔

حاد اور مزمن کا جوڑ

حضور نے فرمایا کہ سلیشیا، ایپس کا کرانک (Chronic) کہلاتی ہے۔ یعنی یہ ایپس کا مزمن ہے۔ اس کے مقابل پر حاد یعنی Acute ہے۔ یعنی ایسی چیز جو فوری اثر کرے مثلاً ایکونائٹ ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ایسی ادویہ کے جوڑ معلوم کریں اور سمجھ کر علاج کریں تو مشکل نہیں۔

نیٹرم میور (Natrum Mur.) بعض دفعہ پاگل پن میں استعمال ہوتی ہے۔ برائیونیا اس کا حاد ہے۔ ایسی عفونتی بیماریوں میں جب جسم کے اخراجات بند ہو جائیں ان میں برائیونیا (Bryonia) مفید ہے۔ بعض اخراجات ایسے ہوتے ہیں جن کا دماغ پر اثر ہوتا ہے۔ وہاں برائیونیا نہیں بلکہ نیٹرم میور دیں۔ جوڑ ملائیں تو پھر بات کھل جاتی ہے۔

احمدی تحقیق کریں

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہومیو پیتھی میں سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ مختلف تجارب سے دواؤں کے اندرونی جوڑ سامنے آتے ہیں۔ کون سی دوا کیوں اثر دکھاتی ہے۔ تحقیق کا یہ ایک نیا باب ہے۔ احمدی اس بات کو کھولیں اور تحقیق کریں کہ ہر مادہ کا مزمن کیا ہے اور کیوں ہے؟

ایپس میلیفیکا (Apis Melifica) آنکھوں کی سوزش میں جب آنکھوں سے کچا گوشت ابھرتا دکھائی دے اس میں مفید ہے۔ اگر ایپس کام پورا نہ کرے تو نیٹرم میور (Nat. Mur.) کام کرتی ہے۔ لیکن جوڑوں کا پتہ لگنا چاہئے کہ کہاں ہے اور کیوں ہے۔ تشنجی علامتوں میں ایپس نمایاں ہے اور اوپیم (Opium) بھی نمایاں ہے۔ اوپیم کا مریض بیہوشی کیفیت میں ہوتا ہے لیکن جب اسے تشنج ہو تو اس تشنج والے حصہ میں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ جو زیادہ افیم استعمال کرتے ہیں ان کو پاؤں یا ٹانگوں میں تشنج ہوتا ہے جسے کڑل پڑنا کہتے ہیں۔ ایپس کا بھی تشنج ہے اور بعض اوقات یہ اتنا شدید ہوتا ہے کہ مریض کا دم نکل جاتا ہے۔ اور اس کے تشنج کا الرجی سے بھی تعلق ہے اور اس کو گرمی سے نقصان ہوتا ہے۔ اور سردی سے آرام آتا ہے۔ اور اس کا یہ حصہ اوپیم (Opium) سے ملتا ہے۔

بیلاڈونا (Belladonna) بھی اس کا علاج ہے۔ یہ روزمرہ کا علاج ہے گہرا لمبا اثر نہیں رکھتا۔ ایپس بھی علاج ہے اور اوپیم اس سے بڑھ کر علاج ہے۔ اگر تشنجی رجحان کرانک ہو تو بیلاڈونا سے وقتی فائدہ ہو تو ایپس نیم کرانک اثر کرتی ہے۔ ایپس لمبی بیماریوں اور مختصر بیماریوں کے درمیان واقع ہے لیکن عین ممکن ہے کہ ایپس کے بعد سلیشیا کی ضرورت پڑے کیونکہ تشنجی علامتیں بھی بعض خاص قسم کے زہروں کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں۔ جہاں ایپس کھڑی ہو جائے وہاں سلیشیا دیں۔ حضور نے فرمایا مرضوں کی نوعیت کا سمجھنا اور بیماریوں کا اس کے ساتھ تعلق قائم کر لینا ایک اچھے ہومیو پیتھ کے لئے ضروری ہے۔

ایپس میں ہذیان پایا جاتا ہے۔ اوپیم کے ہذیان میں اور ایپس کے ہذیان میں فرق ہے۔ اوپیم گہری نیند اور بے چینی ہے۔ بظاہر بے ہوشی ہے مگر بے ہوشی میں تکلیف دہ خوابیں اور خیالات آتے ہیں۔ اوپیم کا مریض چیختا نہیں۔ اوپیم کی علامت میں آنکھ کا سکڑنا ہے۔ ایپس میں آنکھ دونوں طرف سے برابر سکڑتی ہے۔ اوپیم میں عموماً ایک آنکھ پھیل جاتی ہے۔ اور ایک سکڑ جاتی ہے۔ یہ عموماً سٹروک (Stroke) ہو تو پھر ہوتا ہے۔ ایک طرف کوئی خون کا لوتھڑا (Clot) بنا ہوتا ہے۔ اگر ایک آنکھ سکڑے اور پھیلے تو اوپیم ضروری ہے اور آرنیکا (Arnica) کے ساتھ ملانا مفید ہو گا۔ آرنیکا میں ویسے یہ علامت نہیں ہے لیکن یہ بتا رہا ہے کہ کلاٹ دماغ میں بنا ہے۔ کلاٹ اس کے مزاج میں ہے۔ عام طور پر ۱۰۰۰ طاقت میں آرنیکا اور اوپیم ملا کر دی گئی تو اللہ کے فضل سے بعض گزرے

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Muslim TV AHMADIYYA

Programme Schedule for Transmission from London
12th May 1995 - 25th May 1995

FRIDAY 12TH MAY
- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 Japan update
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson No. 15 part 1
- 1.00 News
- 1.30 Friday Sermon LIVE
- 2.40 MTA Variety : Quiz Program about Islamic Calendars (Pakistan)
- 3.00 Mulaqat with Urdu speaking friends
- 4.00 LIQAA MA'AL ARAB
- 4.50 Tomorrow's Programmes

SATURDAY 13TH MAY
- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith (English Translation)
- 12.00 Eurofile
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson No. 15 part 2
- 1.00 News
- 1.30 Around the Globe: A visit to Norway 1st part
- 2.00 Children's Corner: Hazoor meets children 13/5/95
- 3.00 MTA Variety-German Programme.
- 4.00 LIQAA MA'AL ARAB
- 4.50 Tomorrow's Programmes

SUNDAY 14TH MAY
- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith (English Translation)
- 12.00 Eurofile
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson No. 16 part 1
- 1.00 News
- 1.30 Around the Globe: A visit to Norway 2nd part
- 2.00 Mualqat 14/5/95
- 3.00 Letter from London.
- 3.30 MTA Variety German Programme
- 4.00 LIQAA MA'AL ARAB
- 4.50 Tomorrow's Programmes

MONDAY 15TH MAY
- 11.30 Tilawat
- 11.45 Malfoozat
- 12.00 Eurofile
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson No. 16 part 2
- 1.00 News
- 1.30 Around the Globe Seerat-tu-Nabi by Hafiz Muzaffar Ahmad
- 2.00 Natural Cure Homeopathy Lesson No.84
- 3.00 MTA Variety-German Prog Tabligh in Bangla with M. Ataullah Kalim
- 4.00 LIQAA MA'AL ARAB
- 4.50 Tomorrow's Programmes

TUESDAY 16TH MAY
- 11.30 Tilawat
- 11.45 Seerat-tu-Nabi
- 12.00 Medical Matters "Health care of Mother and Child" part 1
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson No. 17 part 1
- 1.00 News
- 1.30 Around the Globe
- 2.00 Natural Cure Homeopathy Lesson No.85
- 3.00 MTA variety German Prog. Introduction of " The Philosophy of the principle of Islam"M. Abdul Basit Shahid
- 4.00 LIQAA MA'AL ARAB
- 4.50 Tomorrow's Programmes

WEDNESDAY 17TH MAY
- 11.30 Tilawat
- 11.45 Malfoozat
- 12.00 Eurofile:Q/A with Huzoor in Spain
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson No. 17 part 2
- 1.00 News
- 1.30 Around the Globe
- 2.00 Tarjamat-ul-Quran Class No.56
- 3.00 M.T.A variety
- 4.00 LIQAA MA'AL ARAB
- 4.50 Tomorrow's Programmes

THURSDAY 18TH MAY
- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 Medical Matters "First aid"
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson No. 18 part 1
- 1.00 News
- 1.30 Around the Globe
- 2.00 Tarjumat-ul-Quran No.57
- 3.00 MTA Variety:Hijrat-e-Madina by Mujeebul Rahman Sahib
- 4.00 LIQAA MA'AL ARAB
- 4.50 Tomorrow's Programmes

FRIDAY 19TH MAY
- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 Japan update
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson No. 18 part 2
- 1.00 News
- 1.30 Friday Sermon LIVE
- 2.40 MTA Variety :
- 3.00 Mulaqat with urdu speaking friends 19-5-95
- 4.00 LIQAA MA'AL ARAB
- 4.50 Tomorrow's Programmes

SATURDAY 20TH MAY
- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 Eurofile:
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson No. 19 part 1
- 1.00 News
- 1.30 Around the Globe: Documentary on Spain 1st part
- 2.00 Mulaqat with children
- 3.00 MTA Variety-German Programme.
- 4.00 LIQAA MA'AL ARAB
- 4.50 Tomorrow's Programmes

SUNDAY 21ST MAY
- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 Eurofile:
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson No. 19 part 2
- 1.00 News
- 1.30 Around the Globe: Documentary on Spain 2nd part
- 2.00 Mulaqat
- 3.00 Letter from London.
- 3.30 MTA Variety German Programme
- 4.00 LIQAA MA'AL ARAB
- 4.50 Tomorrow's Programmes

MONDAY 22ND MAY
- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 Eurofile:
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson No. 20 part 1
- 1.00 News
- 1.30 Around the Globe Q/A with Huzoor -Ansar ullah UK. 20th of May 1995 (URDU)
- 3.00 MTA Variety-German Programme - New Bangla Ahmadies with Missionary Incharge in Germany
- 4.00 LIQAA MA'AL ARAB
- 4.50 Tomorrow's Programmes

TUESDAY 23RD MAY
- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 Medical Matters:"Health care of Mother and Child" part 2
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson No. 20 part 2
- 1.00 News
- 1.30 Around the Globe
- 2.00 Q/A with Khalifat tul Massih IV Held on in Spain - Masjid Basharat 13-4-95
- 3.00 MTA variety: "ALMAIDAH" Cooking Lesson
- 3.30 "Zikre-Habib" speech by Maulana Abdul Basit Shahid
- 4.00 LIQAA MA'AL ARAB
- 4.50 Tomorrow's Programmes

WEDNESDAY 24TH MAY
- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 Eurofile.
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson No. 21 part 1
- 1.00 News
- 1.30 Around the Globe
- 2.00 Q/A with Khalifat tul Massih IV Held on in Spain - Masjid Basharat 14-4-95
- 3.00 MTA Variety
- 4.00 LIQAA MA'AL ARAB
- 4.50 Tomorrow's Programmes

THURSDAY 25TH MAY
- 11.30 Tilawat
- 11.45 Hadith
- 12.00 Medical Matters
- 12.30 Learning Languages with Huzoor Lesson 21 Part 2
- 1.00 News
- 1.30 Around the Globe
- 2.00 Q/A with Khalifat tul Massih IV Held in Spain - Masjid Basharat 13-4-95
- 3.00 MTA Variety:
- 4.00 LIQAA MA'AL ARAB
- 4.50 Tomorrow's Programmes

Programmes or their timings may change without further notice.

Al Fazl International Weekly, London
16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095
Vol. 2 Friday, May 12, 1995 No. 19

شذرات

(م-ا-ح)

فرقہ وارانہ تشدد اور دہشت گردی کے انسداد کے لئے جس گول میز کانفرنس کے انتظام کا بار بار اعلان ہو رہا تھا وہ بوجوہ آج تک نہ بلائی جا سکی۔ بالآخر تنگ آ کر حکومت پاکستان کے اصحاب حل و عقد نے ان مذہبی ٹولوں سے کہا ہے کہ خود ہی اپنی کانفرنس بلا لو اور جو سودے بازی، شرائط یا لین دین کرنا ہے اسے آپ ہی آپس میں مک مکا کر لو۔ حکومت کے یوں صاف پہلو بچا جانے سے مایوس ہو کر ان لوگوں نے قومی یکجہتی کانفرنس کے نام سے ایک اجتماع کیا جس میں ایک فریق تو ہم ہما کر شریک ہوا مگر دوسرے اہم فریق کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا۔ نتیجہ یہ کہ فسادات میں تو ہر طرح ملوث مگر اس کٹھ سے غیر حاضر فرقہ کے خوب خوب لتے لئے گئے اور قومی یکجہتی کے نام پر ان سے ہر وہ مطالبہ کیا گیا جس کا عشر عشیر بھی یہ لوگ اپنے ہاتھ سے دینا پسند نہ کریں گے۔ اس کانفرنس میں منظور کی گئی قراردادوں پر مشتمل جو مفصل روداد اخباروں میں شائع ہوئی ہے اس کی کچھ جھلکیاں پیش خدمت ہیں:

○ "تمام مذہبی گروپوں کو غیر مسلح کیا جائے"۔
○ فرقہ وارانہ کشیدگی اور تشدد کے رجحان کو ختم کرنے کا مطالبہ۔
○ شکایات نمٹانے کے لئے مذہبی جماعتوں کا کمیشن قائم کرنے کی تجویز۔
○ علماء کے تیار کردہ ضابطہ اخلاق پر عمل کیا جائے۔
○ سمیع الحق، مولانا نیازی، شاہ احمد نورانی، قاضی حسین احمد، مرتضیٰ پویا اور دیگر کا خطاب۔
○ مذہبی جماعتوں کے مرکزی رہنماؤں کی شرکت۔ بیشتر رہنما مسلح گارڈز کے ساتھ آئے۔
○ اسلام کو سخت خطرہ درپیش ہے۔
○ تاریخ کی تحقیق کے لئے کمیشن قائم کیا جائے جو قابل اعتراض مواد حذف کر دے۔
○ تشدد کی یہ بین الاقوامی سازش ہے۔ امریکہ، پاکستان اور ایران کے تعلقات کشیدہ کر رہا ہے۔
○ تمام مذہبی گروہوں کو غیر مسلح کر دیا جائے اور تمام مذہبی جماعتیں تشدد سے لاتعلقی کا اعلان کر دیں اور یہ واضح اعلان کریں کہ بیرونی ممالک سے امداد نہیں لیں گی۔
○ اس دینی اجتماع سے کسی سیاسی جماعت کو فائدہ اٹھانے کا موقع نہیں ملنا چاہئے۔
○ دل آزاری کا سبب بننے والے لٹریچر پر پابندی لگائی جائے۔
○ تحریک جعفریہ اعلان کرے کہ وہ اصحاب رسول کو کافر کہنا ترک کر دیں گے۔ ہم "شیعہ کافر" کہنا چھوڑ دیں گے۔

(روزنامہ جنگ لندن ۲۵ مارچ ۱۹۹۵ء)

یہ سب کچھ تو پاکستان میں ہوا ہے۔ ادھر انگلستان میں بھی ان مطالبات کی جو ہم نوائی ہو رہی ہے اس کا کچھ حال اس خبر سے عیاں ہے:۔

"برمنگھم (پ-ر) جمعیت اہل سنت برطانیہ کے مرکزی صدر صاحبزادہ محمد افضل نقشبندی نے کہا ہے کہ جب تک اہل تشیع حضرات کے رہنما اپنی کتابوں میں لکھی گئی متنازعہ عبارات سے لاتعلقی کا اظہار نہیں کرتے، کوئی بھی فرد جس کا تعلق اہل سنت والجماعت سے ہو، کبھی بھی اخباری بیانات کے ذریعے یقین دہانیوں پر یقین نہیں کر سکتا (منہ)۔ اگر علماء کرام کو مطمئن کر دیا جائے اور منافی صحابہ اور گستاخی امہات المومنین پر مبنی عبارات کو کتابوں سے حذف کرنے کا اعلان کر دیا جائے تو انشاء اللہ ہمیشہ قائم رہنے والا اتحاد معرض وجود میں آ سکتا ہے"۔

(ہفتہ وار وطن لندن، ۲۴ مارچ ۱۹۹۵ء)

یہ مطالبے اور تجاویز بظاہر تو بہت واضح ہیں لیکن ان کے بین السطور کچھ اور بھی ہے۔ یہ بات تو بالکل صاف ہے کہ حالیہ خونریزی اور مساجد کی بے حرمتی وغیرہ میں صرف ایک فریق یعنی اہل تشیع پر سارا بوجھ ڈال دیا گیا ہے اور یہ معصوم کانفرنس باز پر جھاڑ کر الگ کھڑے ہو گئے ہیں۔ گویا کہ اگر کسی کتاب میں دل آزارانہ عبارتیں ہیں تو وہ صرف شیعوں کی تصنیف ہو سکتی ہے۔ تکفیر کی مشین بھی صرف انہی کے پاس ہے۔ حیرت ہے کہ ابھی چند روز پہلے ٹی۔ وی۔ کے چینل فور پر دکھائے جانے والے ایک پروگرام میں سپاہ صحابہ کے ایک جرنیل اور ان کے جیش علی الاعلان "شیعہ کافر، شیعہ کافر" کے نعرے لگا رہے تھے۔ یہ درست ہے کہ شیعہ تحریروں میں اصحاب رسولؐ اور امہات امتؓ کی تحقیر کی جاتی ہے اور سب و دشنام ان کا وطیرہ ہے۔ لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ اہل سنت کے ائمہ کی کتب میں بھی شیعوں کی تکفیر اور تغلیط میں احتیاط اور سنجیدگی کا بار بار خون ہوا ہے۔ اول تو انہیں رافضی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور دوسرے "رد روافض" قسم کے نام کی کتب میں جو مواد ہے کیا اس سے شیعوں کی دل آزاری نہیں ہوتی۔ قرون اولیٰ اور بلاد وسطیٰ کو چھوڑ کر ہندوستان میں شیعوں کے بارے میں مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے "رد روافض" رسالہ فارسی میں لکھا تھا جس کا لب لباب یہ ہے کہ شیعہ کافر اور واجب القتل ہیں۔ (یہ کتاب مکتبہ نولکشور نے لکھنؤ سے شائع کی تھی۔ اس کا قلمی نسخہ کندیاں شریف میں ہے)۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اس رسالہ کا ترجمہ عربی میں کیا تھا۔ خود حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اس موضوع پر دو کتابیں "قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین" اور "ازالۃ الخفاء" لکھی تھیں۔ انہیں کے خانوادے کے شاہ عبدالعزیز صاحب نے "تحفۃ اثناء عشریہ" کے نام سے ایک کتاب بڑی سخت زبان میں لکھی تھی۔ چونکہ وہ زمانہ دہلی کے شیعہ حاکم (گورنر) نجف خاں کا تھا اس لئے آپ نے کتاب پر اپنا اصل نام لکھنے کی بجائے قلمی نام اختیار کیا تھا جو اس طرح ہے: حافظ غلام حلیم ابن محمد قطب الدین احمد بن شیخ ابوالفیض دہلوی۔

غرضیکہ اگر کانفرنس کی قرارداد کے مطابق تاریخ کی تحقیق کے لئے کمیشن بٹھایا جائے تو خود ان کے اکابر کی ایسی کتابوں کا کیا ہو گا۔

رہی بیرونی ممالک سے مالی امداد پر پابندی تو ان کا اشارہ ایران کی اس گرانٹ کی طرف ہے جو بعض شیعہ تعلیمی اداروں کو ملتی ہے۔ اس سے مراد ہرگز سعودی عرب یا خلیجی ریاستوں کی طرف سے اہل سنت یا اہل حدیث تنظیموں کو ملنے والی رقوم نہیں ہیں۔ جہاں تک کسی سیاسی جماعت کو فائدہ نہ اٹھانے دینے کا تعلق ہے تو یہ گریز جماعت اسلامی کی جانب ہے جس کے امیر قاضی حسین احمد سیاسی آدمی ہیں اور اپنی جماعت کی غیر فرقہ واریت کے باوجود اس خالص فرقہ وارانہ اجتماع میں شامل تھے (کہ شاید کوئی سیاسی فائدہ حاصل ہو جائے)۔

آخر میں علماء کرام کو مطمئن کرنے کی بات ہے سو انہیں کون مطمئن کر سکتا ہے۔ شیعہ حضرات ان کے سامنے ماتھے رگڑ رگڑ کر خود کو ختم کر دیں تو یہ کہیں گے "تھوڑا اور تھوڑا اور" اگر یہ خود ہی بتا دیتے کہ ہماری اوقات یہ ہے کہ ہم اس طرح مطمئن ہو جائیں گے تو مرحلہ کچھ تو آسان ہو جاتا۔ یہ بھی فرمایا کہ اس طرح (علماء کو مطمئن کرنے کے بعد) ہمیشہ قائم رہنے والا اتحاد وجود میں آ سکتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ معجزہ کیسے وقوع پذیر ہو گا۔ ہمیں تو ایک محرم راز سنی نے بتایا تھا کہ شیعہ کی شکل دیکھنے سے ان کی دل آزاری ہوتی ہے۔ اور کوئی شیعہ گلی میں سے گزرتا ہوا نظر آ جائے تو انہیں اشتعال آ جاتا ہے۔ کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گراں ہے کہ نہیں؟

شادی کارڈ پر "بسم اللہ الرحمان الرحیم، نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم" اور "السلام علیکم" لکھنے پر قید اور جرمانہ

[پریس ڈیسک] ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ کے ایک احمدی مسلمان مکرم ناصر احمد صاحب نے ۱۹۹۲ء میں اپنی بیٹی کی شادی کے موقع پر دعوتی کارڈ پر "بسم اللہ الرحمان الرحیم، نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم، السلام علیکم" اور "نکاح مسنونہ" کے الفاظ تحریر کئے جس کی وجہ سے ان پر زیر دفعہ ۲۹۵/سی، ۲۹۸/اے اور ۲۹۸/سی تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ درج کیا گیا تھا۔ مکرم ناصر احمد صاحب کی ضمانت ماتحت عدالتوں میں نہ ہو سکی حتیٰ کہ سپریم کورٹ میں جانا پڑا تب جا کر ان کی ضمانت منظور ہوئی۔

ان کا کیس شیخوپورہ کے ایڈیشنل سیشن جج مسٹر محمد اکرم ذکی کی عدالت میں چل رہا تھا جنہوں نے مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۹۵ء کو انہیں چھ سال قید اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا سنائی ہے۔ وہ ضمانت پر رہا تھے مگر ۲۳ اپریل کو انہیں دوبارہ گرفتار کر کے جیل بھجوا دیا گیا ہے۔

احباب کرام سے تمام پاکستانی احمدی مظلوم بھائیوں کے لئے درد دل سے درخواست دعا ہے۔

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ ابوالسرور چوہدری)

طلاق کی شرح میں اضافہ

[چین] پیپلز ڈیلی اوورسیز اخبار کے مطابق سال ۱۹۹۴ء کے دوران چین میں بسنے والے ۶ ملین سے زائد جوڑوں کی شادیاں طلاق پر منتج ہوئیں۔ یہ تعداد کل شادیوں کی ۷۱ء۰ فیصد بنتی ہے۔ یہ بھی اندازہ لگایا گیا ہے کہ سال ۱۹۹۴ء میں طلاق کی رفتار ۱۹۹۰ء کی نسبت سے ۲ء۱ فیصد بڑھ گئی ہے۔ اور یہ کہ طلاق کی شرح شہری آبادی میں دیہی آبادی کی نسبت زیادہ ہے اسی طرح تعلیم یافتہ طبقے میں ان پڑھ لوگوں کی نسبت زیادہ ہے۔

—○○—

گرد میں سانس لینے سے موت

[لندن] ہارورڈ میڈیکل اسکول کے ڈائریکٹر جوئل شوارٹز (Joel Shawartz) نے دعویٰ کیا ہے کہ ہر سال برطانیہ میں ۱۰ ہزار کے لگ بھگ افراد گرد آلود فضا میں سانس لینے سے مر جاتے ہیں۔ شہروں میں خصوصاً جس فضا میں ہم سانس لیتے ہیں اس کے اندر گرد کے علاوہ کئی کیمیکل اور دھواں بھی ہوتے ہیں جو پھیپھڑوں میں جا کر پھیپھڑوں کے کینسر، ہارٹ اٹیک اور تنفس کی بیماریاں پیدا کر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر شوارٹز امریکہ میں آلودہ فضا کے اثرات پر کئی تجربات کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ فضا میں معلق ذرات بعض دفعہ ہزاروں میل کا فیصلہ طے کر جاتے ہیں۔

—○○—

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad